روزنامہ
ٹیلی فون نمبر:213029
C.P.L 29
الفضل
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web:http://www.alfazal.com
Email:editoralfazl@hotmail.com
منگل 16 اگست 2005ء 10 رجب 1426 ہجری 16 ظہور 1384 ہش جلد 14 نمبر 122

دینی سیاست کی بنیاد

میثاق مدینہ کا ذکر کرتے ہوئے عبدالمقال لکھتے ہیں ۔ یقیناً اس معاہدہ نے دینی سیاست میں ایک نئی فتح کا دروازہ کھولا۔اس معاہدہ نے آزادی عقیدہ، آزادی رائے، جان ومال کی ایسی حرمت قائم کی جس کی مثال پہلے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

(السیاسۃ الاسلامیہ فی عہدالنبوۃ ص63 دارالثقافۃ العربیہ)

خطہ پاکستان کی مختصر تاریخ۔گزشتہ 20 صدیوں کے حوالہ سے

ارض پاکستان دنیا کے جس خطے میں واقع ہے۔ یہ ہزاروں سال سے تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔موہنجودڑو ہڑپہ ٹیکسلا اور مہرگڑھ کے آثار قدیمہ اس خطے کے عظیم تہذیبی ورثے کی عکاسی کرتے ہیں۔

کوشانی خاندان

دوسری صدی قبل مسیح میں کوشانی خاندان کے افراد چین سے آج کل کے پاکستان میں آئے۔ انہوں نے اپنے عہد میں گندھارا تہذیب کو فروغ دیا۔بعد میں یہ سلطنت کابل سے بنارس اور جنوبی سمت میں وندھیا چل تک پھیل گئی جس کا دارالحکومت پشاور تھا۔

گپت خاندان

320ء تا 648ء گپت خاندان نے شمالی ہندوستان پنجاب اور افغانستان پر اپنی سلطنت قائم کر لی ۔اسلام سے قبل ہندوازم اور بدھ مت اس علاقہ کے دو معروف مذاہب تھے۔

مسلمانوں کی آمد

712ء میں محمد بن قاسم نے سندھ کے راجہ داھر کو شکست دی۔اس دور میں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی سندھ پنجاب، بلوچستان میں چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستیں قائم تھیں۔ 750ء تک اموی پھر 855ء تک عباسی حکمرانوں نے حکومت کی اس کے بعد سندھ، مردان، منصورہ ملتان اور طوران میں خودمختار ریاستیں منظر عام پر آئیں۔

غزنوی اور غوری خاندان

1026ء سے 1179ء تک غزنوی خاندان نے کابل لاہور ملتان سندھ مکران اور پشاور کے علاقوں پر حکومت کی۔ غزنوی خاندان کے بعد 1206ء تک غوری خاندان نے اس علاقہ پر حکمرانی کی۔

خلجی خاندان

1206ء سے 1290ء تک خاندان غلاماں نے فتوحات حاصل کیں مگر جلد ہی یہ علاقہ مختلف ریاستوں میں بٹ گیا 1290ء سے خلجی خاندان کی فتوحات کا آغاز ہوا اس نے ملتان، سندھ گجرات کے علاقے فتح کئے اور سلطنت دہلی پر بھی حکومت کی۔اس دور میں اسلامی مملکت اور انتظامیہ کا قیام عمل میں لایا گیا اور حدود میں بھی اضافہ کیا گیا۔

تغلق خاندان

1320ء سے 1413ء تک تغلق خاندان نے حکومت کی۔ اس دور میں صوبائی نظام اور قلعہ جات کی تعمیر کی طرف بہت توجہ دی گئی۔ 1413ء سے 1445ء تک سیدی خاندان حاکم رہا۔

لودھی خاندان

لودھی خاندان نے 1451ء سے 1526ء تک حکومت کی۔ان کی حکومت میں کوئٹہ، پنجاب، سندھ بھکر، مستونگ اور سہون کے علاقے شامل تھے۔

مغلیہ دور

1526ء میں مغلیہ دور کا آغاز ہوا جب ظہیر الدین بابر نے لودھی خاندان کو شکست دی اس نے بھی سندھ پنجاب اور سرحد پر حکومت کی۔سوائے 18 سال کے (جس میں سوری خاندان نے ہمایوں کو شکست دے کر دہلی پر اپنا پرچم لہرایا اور بعد میں ہمایوں نے سوری خاندان کو شکست دے کر دوبارہ دہلی پر قبضہ کیا 1857ء تک مغلوں نے حکومت کی۔ مغلیہ دور میں پنجاب سندھ بلوچستان کشمیر اور گلگت کے علاقہ ان کی سلطنت میں شامل تھے۔ جب مغلیہ دور کا نظام کمزور ہوا تو پھر مرہٹوں نے قابض ہونے کی کوشش کی۔ اور اس دور میں سندھ اور کشمیر پر بھی مسلمانوں کی ہی حکومت رہی مگر مغلیہ حکومت نہ تھی۔ جیسے کلہوڑہ اور تالپور خاندان نے سندھ پر اور احمد شاہ ابدالی نے کشمیر پر حکومت کی۔اور پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکست بھی دی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی

1600ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی ایک معاہدہ کے مطابق یہاں آئی اور حکومت پر قابض ہونے کی کوشش کی مگر پرتگیزیوں اور فرانسیسیوں سے نبرد آزما ہونے کی وجہ سے وہ جلد اپنی خواہش کو پورا نہ کر سکے۔ 1843ء میں انگریزوں کا عمل دخل حکومت میں ہو گیا۔ اور 1857ء کی جنگ کے بعد انگریز براہ راست انڈیا پر حکومت کرنے لگے۔انگریزوں کی پاکستان کے چاروں صوبوں پر عمل داری تھی سوائے خیر پور، سوات چترال، مردان اور قلات کی آزاد ریاستوں کے۔

پاکستان کا قیام

برٹش حکومت 1947ء تک قائم رہی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کا علیحدہ وطن کا مطالبہ بڑھ گیا۔اور بالآخر 1947ء میں ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ جو حصہ مسلمانوں کو ملا وہ بھی دو حصوں میں تھا مشرقی پاکستان جو 1971ء میں بنگلہ دیش بن گیا دوسرا مغربی پاکستان جو کہ اب پاکستان ہے۔ پاکستان ہندوستان کی سرحدوں میں بعض جگہوں پر غلط فیصلے ہوئے جس کی وجہ سے تین جنگیں ہوئیں ۔ 1971ء کی جنگ تک مغربی پاکستان ایک یونٹ تھا بعد میں چار صوبوں کو علیحدہ علیحدہ صوبائی اختیارات دیئے گئے اور مرکزی حکومت کے علاوہ صوبائی حکومت بھی بنتی ہے۔

مشعل راہ

حکمرانوں کی اطاعت کا حکم

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

(دین) کہتا ہے کہ اپنے حکمرانوں کی سچے دل سے اطاعت کرو۔ پس ہم جو گورنمنٹ کی اطاعت کرتے ہیں تو اسی کے ماتحت نہ کہ کسی پر احسان کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح ہم کو نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ اسی طرح حکومت کی اطاعت کرنے کا حکم ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ ہم روزہ رکھتے ہیں مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ ہم زکوٰۃ دیتے ہیں مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ ہم حج کرتے ہیں مگر کسی پر احسان نہیں کرتے اور جو ان میں سے کوئی حکم نہیں مانتا اپنی ذات اور اپنی روح کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ہم گورنمنٹ کی اطاعت کرتے ہیں مگر کسی پر احسان نہیں کرتے اور جو نہیں کرتا وہ اپنی روح کو نقصان پہنچاتا ہے اور یہ ایسا ہی انسان ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے دوسرے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ کبھی کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ کسی خدا کے برگزیدہ یا پیارے انسان یا کسی مومن نے اپنی حکومت سے غداری کی ہو۔ ایسے لوگ ہرگز غدار نہیں بلکہ اطاعت شعار اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کا قرب بھی حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ حکام کی اطاعت کرنے کا حکم بھی خدا تعالیٰ ہی کا حکم ہے اور اس لئے اس حکم کا توڑنا اسی طرح ہے جس طرح نماز، روزہ اور دیگر احکام وغیرہ کا توڑنا۔ تو ہر مومن کو اپنی روح کے بچانے کے لئے جس طرح نماز کا پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح حکام کی اطاعت کرنا ضروری ہے پس اس کا پورا کرنا بھی ہم پر فرض ہے اور نہایت ضروری فرض ہے کیونکہ یہ وہ حکم ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے مونہہ سے دیا ہے۔ نبی کے دیئے ہوئے احکام بھی اس کے ماننے والوں کے لئے قابل اتباع ہوتے ہیں۔ مگر جو خدا دے وہ تو بہت ہی ضروری ہوتے ہیں۔

تو گورنمنٹ کی اطاعت کرنا (۔) حکم ہے اور جہاں ہم اور کئی ایک مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں وہاں ہمارے لئے اطاعت اولوالامر کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ پس ہمیں سچے دل سے اس پر عمل کر کے ثابت کر دینا چاہئے کہ ہم ہی (۔) کے ہر ایک حکم کو بڑی خوشی اور عمدگی سے پورا کرنے والے ہیں.....۔

گورنمنٹ کے خلاف تقریریں کرنا اس کے خلاف لوگوں میں نفرت اور بددلی پھیلانا اس کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اپنے ملک کو نقصان پہنچانا ہے۔ یہ ان لوگوں کی نادانی اور بے وقوفی ہے جسے (۔) پسند نہیں کرتا۔ (۔) کوئی جائز مطالبہ کرنے سے نہیں روکتا بلکہ رسول سے بھی مطالبہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول کان ہے اسے اپنی بات سناؤ۔ وہ سنتا ہے مگر اس طریق سے کسی مطالبہ کی ہرگز اجازت نہیں دیتا جس سے حکومت کے رعب میں فرق آئے اور رعیت میں شوخی و شرارت پیدا ہو۔

(انوار العلوم جلد 4 ص 8 تا 10)

قائدِ اعظم

چھڑی ہے داستاں اک مرد مومن کی قیادت کی
دل پر شوق! پھر اک نذر اخلاص و عقیدت کی

اٹھا جو دوش پر لے کر علم تنظیم ملّت کا
کلائی توڑ دی جس نے غرور جاہ و ثروت کی

جبین عظمت کردار پر کندہ ہے نام اس کا
تجلی جس کے نعروں میں تھی ایثار و حمیت کی

ہجوم کفر میں بھی جس نے حق کی پاسبانی کی
فروزاں جس نے طوفانوں میں کیں شمعیں صداقت کی

کدورت دُھل گئی قلب و نظر میں الفتیں جاگیں
رگ و ریشے میں دوڑیں بجلیاں جذبِ اخوت کی

بڑھا جو دل میں جوش اضطراب بے کراں لے کر
نچھاور ہو گئیں جس پر ضیائیں استقامت کی

نہ کیوں اس گوہر تاباں پہ ارض پاک نازاں ہو
بڑھا دی جس نے ثاقبؔ روشنی چشم بصیرت کی

ثاقبؔ زیروی

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

"سر ظفراللہ خان کی یادداشتیں" کی روشنی میں

تاریخ پاکستان کے دوسنگ میل اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں کی جدوجہد

خضر حیات کا استعفیٰ اور ریڈکلف ایوارڈ کے لئے بے پناہ خدمات

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت

تاریخ پاکستان میں خضر حیات وزیراعلیٰ پنجاب کا استعفیٰ اور ریڈکلف ایوارڈ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ترجمانی کے واقعات فیصلہ کن سنگ میل کہلانے کے مستحق ہیں۔ ان ہر دو مراحل میں بطل حریت حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں صاحب نے ایسی سرفروشانہ جدوجہد فرمائی جس کے نتیجہ میں مملکت پاکستان نقشہ عالم پر معرض وجود میں آئی۔

وزیراعلیٰ پنجاب سردار خضر حیات کا استعفیٰ

صوبائی انتخاب (فروری 1946ء) میں پنجاب مسلم لیگ کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں کل 175 نشستیں تھیں جن میں مسلم نشستوں کی مجموعی تعداد 126 تھی مسلم لیگ نے 79 نشستوں پر قبضہ کرلیا اور پنجاب کی حکمران یونینسٹ پارٹی جس کے وزیراعلیٰ سردار خضر حیات خان تھے صرف پانچ نشستیں حاصل کرسکی۔ بایں ہمہ گلینی گورنر پنجاب نے مسلم لیگ کی بجائے سردار خضر حیات کو وزارت بنانے کی دعوت دے دی جو سراسر ظالمانہ، غیر منصفانہ اور غیر آئینی اقدام تھا۔ اگر یہ وزارت قائم رہتی تو پنجاب کے پاکستان میں شامل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ اس قیامت خیز موقع پر حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان میدان عمل میں آئے اور سر خضر حیات کو استعفیٰ کی کامیاب تحریک فرمائی جس کی تفصیل آپ ہی کے الفاظ میں مطالعہ فرمائیے۔ ایک انٹرویو کے دوران فرمایا:۔

"میں سر خضر حیات خاں کو کئی برسوں سے جانتا تھا اور ان کی بعض خوبیوں کا معترف تھا۔ وہ 1947ء کے موسم بہار میں ہونے والے ان واقعات وحالات کے نتیجہ میں زیادہ نمایاں ہوئے جن تک ہم پہنچ رہے ہیں۔ دسمبر 1946ء میں کیبنٹ مشن پلان کی حتمی ناکامی کے بعد برطانیہ کی لیبر حکومت اور مسٹر ایٹلی اس مسئلہ سے دوچار تھے کہ انڈیا کی آزادی کی جانب جو پیش رفت ہوئی ہے اس کا کیا کیا جائے؟ مسٹر ایٹلی اس نتیجہ پر پہنچے کہ برصغیر میں سیاسی وحدت قائم رکھنے کی اس آخری کوشش کی ناکامی کے بعد سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ انڈیا کی تقسیم پر رضامندی کا اظہار کرکے اسے تقسیم کردیا جائے۔ اس لئے فروری 1947ء میں انہوں نے اصولی طور پر تقسیم ہند کا اعلان کردیا۔ اس اعلان کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ ہز میجسٹی کی حکومت صوبوں میں برسراقتدار حکومتوں کو اقتدار منتقل کردے گی اور ان کے ذریعہ تقسیم کا فارمولا عمل میں لایا جائے گا۔ جب میں نے یہ اعلان سنا تو میں بہت پریشان ہوا کہ اس وقت پنجاب میں انتظامیہ کی باگ ڈور یونینسٹ پارٹی کے ہاتھوں میں تھی۔ سر خضر حیات خاں وزیراعظم تھے مگر ان کی پارٹی کے اکثر ساتھی ہندو تھے یا سکھ تھے اور مسلمان بہت کم تھے۔ اس وقت پنجاب کی دستور ساز اسمبلی کے بیشتر مسلمان اراکین مسلم لیگ میں شامل ہوچکے تھے اور اپوزیشن میں بیٹھے تھے۔ میری پریشانی یہ تھی کہ وزیراعظم ایٹلی کے پلان کے تحت پنجاب کا کیا ہوگا؟ میں اس صوبہ کا باشندہ تھا اس لئے مجھے اس صوبہ میں دلچسپی تھی اور یہ بھی سب جانتے تھے کہ پاکستان کے صوبہ کا دل پنجاب ہے۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ قائداعظم مسٹر جناح، سر خضر حیات خاں کو مسلم لیگ کے ساتھ کسی مفاہمت پر قائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ سر خضر حیات خاں کا مؤقف تھا کہ وہ مطالبہ پاکستان کے قائل ہیں اور اس کی حمایت کرتے ہیں مگر اس کا تعلق مرکز سے ہے صوبوں سے نہیں۔ جہاں تک صوبوں کا تعلق ہے وہ یونینسٹ پارٹی کے اصولوں پر چل رہے ہیں جس طرح ان سے قبل سر سکندر حیات خاں چل رہے تھے اور وہ اسی مفاہمت پر چلتے رہیں گے جو سر سکندر حیات خاں اور مسٹر جناح کے مابین قرار پاچکی ہے۔ اس صورتحال میں وزیراعظم ایٹلی کے اس اعلان کا یہ مطلب تھا کہ صوبہ کے متعلق مرکزی اختیارات صوبہ کو تفویض ہوسکتے تھے۔ اور صوبائی حکومت کے ہاتھ میں سارے معاملہ کا اختیار تھا۔ میں اس وقت دہلی میں تھا اور فیڈرل کورٹ کا جج تھا۔ اس لئے براہ راست سیاست میں ملوث نہیں تھا۔ مگر آزادی کی جانب پیش رفت اور انڈیا کے آئینی معاملات میں میری دلچسپی کبھی کم نہیں ہوئی۔ اس لئے میں اس آخری وقت پر رونما ہونے والے واقعات سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس بات کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا کہ میں اس بنیادی سوال پر جس پر میرے لوگوں کے مستقبل کا سارا دارومدار ہے لاتعلق ہوجاؤں۔ اس لئے میں ساری رات اپنے ذہن میں اس بات کو گھماتا رہا اور یہ بات میرے لئے بڑی ہی غیر معمولی تھی کیونکہ جب میرے سونے کا وقت آتا ہے میں اپنے دن کے تمام مسائل کو رات بھر کے لئے علیحدہ رکھ دیتا ہوں مگر اس رات میں سارا وقت اسی الجھن میں رہا کہ اس مسئلہ کا کیا حل ہو۔ صبح تک میں اس فیصلہ پر پہنچ چکا تھا کہ مجھے سر خضر حیات خاں کو خط لکھنا چاہئے اور اس معاملہ میں اپنا مشورہ پیش کردینا چاہئے۔ مجھے اس بات کا حتمی یقین نہیں تھا کہ وہ میری بات مانیں گے یا نہیں۔ ہم بہت اچھے دوست تھے اور مجھے ان کی قوت فیصلہ اور احساس ذمہ داری پر اعتماد تھا اس لئے میں سمجھتا تھا کہ میں ان پر کسی حد تک اثر انداز ہوسکوں گا۔ اس لئے میں نے انہیں خط لکھا اور وزیر اعظم کے اعلان سے پیدا ہونے والی صورتحال بیان کرنے کے بعد انہیں ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی کہ چونکہ صوبوں کے اختیارات اور مرکز کے اختیارات کا امتیاز مٹ گیا ہے اس لئے انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئے اور مسلم لیگ کے لئے راستہ صاف کردینا چاہئے تاکہ پنجاب میں مسلم لیگ کی حکومت قائم ہو اور وہ خود تقسیم ملک کے کام کو آگے بڑھاسکیں جس کا عندیہ وزیراعظم نے اپنے اعلان میں دیا ہے۔ جونہی میرا خط انہیں لاہور میں ملا انہوں نے مجھے فون کیا اور کہا کہ جو کچھ میں نے انہیں لکھا ہے وہ اس کے بارہ میں فون پر تفصیلی بات نہیں کرسکتے کیونکہ ہوسکتا ہے ان کا فون "ٹیپ" ہورہا ہو۔ مگر انہوں نے مجھے اس بات کا تاثر دیا کہ وہ میرے ساتھ اصولی طور پر متفق ہیں۔ انہوں نے مجھ سے خواہش کی کہ میں فوراً لاہور آجاؤں اور ان سے بالمشافہ بات کروں تاکہ وہ اس بات پر بات چیت بھی کرسکیں اور یہ بھی کہ اس پر عمل درآمد کیسے کیا جاسکتا ہے۔ میں اسی رات لاہور روانہ ہوگیا اور اگلی صبح ان کے پاس تھا۔ جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ اس سے متفق تھے اور ہم نے اس کے مالہ، اور ماعلیہ پر بات چیت کی اب یہ مسئلہ تھا کہ اس پر کیسے عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر نواب سراللہ بخش خاں ٹوانہ بھی جو ان کے گہرے دوست تھے اور جن سے وہ ہمیشہ مشورے کیا کرتے تھے کیونکہ ان کی قوت فیصلہ پر انہیں بہت اعتماد تھا، ہمارے ساتھ گفتگو میں شامل ہوگئے۔ سراللہ بخش ٹوانہ بھی اس بات سے متفق تھے کہ خضر کو استعفیٰ دے دینا چاہئے اور مسلم لیگ کو حکومت بنانے کا موقع دینا چاہئے۔ خضر حیات کہنے لگے میں ایک اور آدمی سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس نے ہر معاملہ میں ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے اس لئے اس موقع پر میں اس سے پوچھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاسکتا۔ یہ نواب مظفر علی خاں قزلباش تھے جو حکومت میں ان کے رفیق تھے۔ ان کو بلایا گیا اور جب وہ آگئے تو ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا اور ہم چاروں اس گفتگو میں شامل تھے۔ مظفر کہنے لگے خضر کو استعفیٰ تو دینا چاہئے مگر بجٹ سیشن کے بعد بجٹ پاس کروانے کے بعد دینا چاہئے جو کچھ دنوں میں شروع ہونے والا ہے۔ نواب سراللہ بخش ٹوانہ نے اس تجویز کو بڑی سختی سے رد کردیا اور خضر سے کہا "اگر تم مستعفی ہونے کا فیصلہ کرو تو ابھی استعفیٰ دو، اگر نہیں تو حکومت جاری رکھو۔ بجٹ پاس کروانے کے بعد استعفیٰ دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ کیا فیصلہ ہوا کہ میں استعفیٰ تو دیتا ہوں مگر بجٹ کے بعد دوں گا۔ اول تو تمہیں اس بات کا کیسے یقین ہے کہ تم بجٹ پاس کرواسکو گے۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ مسٹر ایٹلی کے اس اعلان کے بعد کیا صورتحال ابھر کر سامنے آتی ہے۔ تم بجٹ تو پاس کرواؤ گے اس پارٹی سے جس میں اکثریت غیر مسلم لوگوں کی ہے پھر ان سے کہو گے میں استعفیٰ دیتا ہوں تو یہ پارٹی سے بے وفائی ہوگی۔ ان سے بجٹ میں مدد لینے کے بعد تم ان کی بات کو کیسے رد کرسکو گے؟ تمہیں جو بھی فیصلہ کرنا ہے ابھی کرنا ہے۔ اگر تم یہ فیصلہ کرو کہ یہ تمہارے استعفیٰ کا وقت نہیں تو نہ دو۔ اس وقت دے دینا جب تم سمجھو کہ وقت آگیا ہے مگر اس وقت کے حالات دیکھ کر استعفیٰ دینا"۔ مظفر علی خاں چلے گئے تو خضر نے فیصلہ کیا کہ وہ پارٹی میٹنگ بلا کر اس میں استعفیٰ کا مسئلہ پیش کریں گے۔ اسی سہ پہر کو پارٹی میٹنگ ہوئی۔ میں گھر میں موجود تھا مگر میٹنگ میں موجود نہیں تھا۔ یہ بحث بڑی دیر تک چلتی رہی۔ جب میٹنگ ختم ہوئی تو میرا یہی خیال تھا کہ پارٹی کی اکثریت نے استعفیٰ دینے کے خلاف رائے دی ہے اور کہا ہے کہ حکومت جاری رکھی جائے۔ مگر خضر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے مستعفی ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے اور استعفیٰ دے رہے ہیں۔ پارٹی میٹنگ سے پہلے وہ گورنر سر ایون جنکنز سے ملنے گئے تھے اور انہیں بتایا تھا کہ شاید وہ استعفیٰ دے دیں گے اور اگر یہ صورت ہوئی تو وہ ڈنر کے بعد انہیں ملنے کو آئیں گے۔ پارٹی میٹنگ

رات کے کھانے کے وقت ختم ہوئی اس لئے کھانا اکٹھے کھایا۔کھانے کے معاً بعد خضر گورنر سے ملنے کو گئے اور ان کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا اور مشورہ دیا کہ گورنر نواب ممدوٹ کو مسلم لیگ کی حکومت بنانے کی دعوت دیں۔ اس طرح پنجاب میں اس مشکل کا ازالہ ہوگیا۔ گورنر مایوس تو بہت ہوئے مگر انہوں نے خضر کو استعفیٰ سے روکنے کی کوشش نہیں کی اور یہی کہا کہ ان کا اپنا معاملہ ہے اگر آپ مستعفی ہی ہونا چاہتے ہیں تو میں آپ کا استعفیٰ قبول کرتا ہوں۔ میں لاہور سے روانہ ہو کر واپس دہلی چلا گیا۔''

(سر ظفر اللہ خان کی یادداشتیں ص182 تا184 ۔مترجم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب۔ناشر اوینٹل پبلشرز ٹو رانٹو کینیڈا)

ریڈکلف ایوارڈ میں ترجمانی

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''میں ابھی انگلستان ہی میں تھا جب یہ اعلان ہوا کہ سرسیرل ریڈکلف ، جواب لارڈ ریڈکلف ہیں۔ پنجاب باؤنڈری کمیشن اور بنگال باؤنڈری کمیشن دونوں کے امپائر ہوں گے۔اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر کمیشن سرحدوں کی تعیین کے بارہ میں متفقہ یا اکثریتی فیصلہ کر لے تو سرحدوں کا تعین ہو جائے گا مگر اختلاف کی صورت میں امپائر کا فیصلہ ناطق ہوگا اور اختلاف ہر صورت میں ناگزیر تھا کیونکہ ہر کمیشن میں دو دو مسلمان اور دو دو غیر مسلم جج تھے۔ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے مسلمان اراکین میں جسٹس دین محمد اور جسٹس محمد منیر تھے۔جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ غیر مسلم جج تھے۔ چاروں ہائی کورٹ کے جج تھے۔ بعد کو جسٹس محمد منیر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، پھر سپریم کورٹ کے جج اور پھر پاکستان کے چیف جسٹس ہوئے۔ ابھی اس مہینہ پاکستان کی جو کابینہ بنی ہے۔ اس میں وہ وزیر قانون مقرر ہوئے ہیں۔کمیشن کی تشکیل ہی ایسی تھی کہ تعطل پیدا ہونا لازمی تھا کیونکہ وہ کسی صورت میں بھی متفقہ یا اکثریتی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے درحقیقت سرسیرل ریڈکلف کو ہی ہر صورت میں سرحدوں کا فیصلہ کرنا تھا۔

میں لاہور پہنچا تو میرا خیال ہے سوموار کی شام تھی، مجھے بتایا گیا کہ سرسیرل ریڈکلف لاہور میں ہیں اور انہوں نے فریقین کو کل صبح گیارہ بجے ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ہم ان کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے ہدایات دیں۔ان میں یہ ہدایت بھی تھی کہ فریقین جمعہ کی دوپہر تک اپنے تحریری بیانات کمیشن میں جمع کروا دیں۔ اور سوموار سے کمیشن کے روبرو بیانات شروع ہوں گے۔ وہ خود کمیشن کے ساتھ دلائل سننے کے لئے نہیں بیٹھیں گے کیونکہ ان کے قول کے مطابق وہ نہیں جانتے کہ امپائر کو دخل دینے کا موقع ملے گا یا نہیں ملے گا! جب کمیشن اپنی رپورٹ پیش کر چکے گا تو اس بات کا فیصلہ ہوگا کہ انہیں دخل دینا ہے یا نہیں دینا ہے۔مگر وہ کمیشن کے روبرو پیش کی جانے والی باتوں کو غور سے ملاحظہ کرتے رہیں گے کیونکہ ساری کارروائی کا ریکارڈ ہر روز ان کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جاتا رہے گا۔اگلی شام جسٹس دین محمد مجھے ملنے کو تشریف لائے۔ وہ بہت برافروختہ تھے کہنے لگے ''تم جو دلیلیں بھی دینی چاہتے ہو دے لو اور جو کیس بھی تیار کرنا چاہے کر لو مگر مجھے لگتا ہے کہ سرحدوں کا تعین کیا جا چکا ہے اور ہم سب ایک ''کارلاحاصل'' میں مصروف ہیں۔ میں نے پوچھا وہ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ کہنے لگے کل جب تم لوگ چلے گئے تو سرسیرل ریڈکلف کہنے لگے ''آج صبح وہ جہاز میں وہ علاقہ دیکھنے جا رہے ہیں جو متنازعہ ہو سکتا ہے۔ میں نے پوچھا ''ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کون سے علاقے آپ نے دیکھے ہیں اور آپ نے کیا تاثر لیا ہے۔ ہم یہاں بیٹھے معاملات کی چھان بین کرتے رہیں گے اور آپ ان علاقوں کا جائزہ بھی لے چکے ہوں گے اور ہمیں اس کا کچھ علم نہیں ہوگا۔ یہ چیز بعد میں بڑی ناگوار ثابت ہو سکتی ہے۔سرسیرل کہنے لگے جو جہاز ان کو اس مقصد کے لئے دیا گیا ہے وہ بہت چھوٹا ہے مگر دونوں فریقوں میں سے ایک ایک جج میرے ساتھ جا سکتا ہے۔ فیصلہ ہوا کہ جسٹس منیر اور جسٹس تیجا سنگھ ان کے ہمراہ جائیں گے۔صبح صبح وہ سب لوگ والٹن کے ہوائی اڈہ پر پہنچے جہاں سے انہیں روانہ ہونا تھا۔ آندھی چل رہی تھی اس لئے پرواز منسوخ کرنا پڑی۔ ہوائی اڈہ سے واپس آنے سے پہلے جسٹس منیر نے پائلٹ سے پوچھا کہ انہیں کہاں جانا تھا۔ پائلٹ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ کاغذ کا ایک پرزہ نکالا اور جسٹس منیر کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اسے یہ ہدایات دی گئی تھیں۔جسٹس منیر وہ ہدایات والا کاغذ اپنے ساتھ لے آئے اور مجھے دکھایا۔ پائلٹ کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ مشرق میں اس جگہ تک جائے جہاں پٹھان کوٹ کے قریب دریائے راوی پہاڑیوں سے نکل کر پنجاب کے میدانوں میں داخل ہوتا ہے اور پھر دریا کے ساتھ لاہور کے ضلع تک آئے اور پھر فیروز پور کی طرف مڑ جائے۔اس کا مطلب یہ ہوا یہ سرحد طے ہو چکی ہے۔ ورنہ ایک خاص نقشہ کے مطابق پرواز کرنے کی ہدایت کا کیا مطلب ہے؟ یہ کسی خاص علاقہ کا سروے کرنے کی پرواز نہیں تھی۔ یہ تو ایک معین لکیر پر اڑنے والی پرواز تھی۔ اس لئے میں نے آج شام دہلی جانے اور قائداعظم سے مل کر سب کچھ انہیں بتانے کا فیصلہ کیا ہے۔اور میں نے اور منیر نے اس بنیاد پر مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا ہے کہ سارا معاملہ پارٹیوں کے کیس پیش کرنے سے پہلے ہی طے شدہ ہے اس لئے ہمارا کمیشن کے ساتھ بیٹھنا لاحاصل ہے۔ سرحدوں کے معاملہ کو طے کرنے کے لئے بعد کوئی کمیشن بنایا جا سکتا ہے یا کوئی اور طریق اختیار کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ان سے کہا مسٹر جناح آسانی سے قائل ہونے کے نہیں وہ اس سارے معاملہ کو چٹکیوں میں اڑا دیں گے۔ اپنی شکایت کی بنیاد کسی قانونی نکتہ پر رکھیں۔ کہنے لگے قانونی نکتہ سے تمہاری کیا مراد ہے؟

میں نے کہا میرا مشورہ ہے کہ آپ یہ نکتہ سامنے رکھیں کہ ہم نے سرسیرل ریڈکلف کو امپائر مانا ہے جو فیصلہ وہ کریں گے وہ ہم ماننے پر مجبور ہیں۔ امپائر کی حیثیت میں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے فیصلہ کی بنیاد اس مواد پر رکھیں جو کمیشن کی طرف سے ان کے سامنے پیش کیا جائے۔انہیں یہ حق نہیں کہ دوسرے ذرائع سے کوئی مواد حاصل کریں اور اس پر غور کریں۔صرف وہی مواد قبول کیا جا سکتا ہے اور فیصلہ کی بنیاد بن سکتا ہے جو کمیشن کی جانب سے کمیشن کی رائے کے ساتھ سرسیرل ریڈکلف کی خدمت میں پیش کیا جائے۔اس کے ساتھ ہی ضروری ہے کہ وزیراعظم کے اعلان کو بھی مدنظر رکھا جائے جو تقسیم کی بنیاد ہے۔اب سوچنے والی بات ہے کہ کس نے انہیں اس پرواز کا عندیہ دیا؟ انہیں یہاں کے حالات کا قطعی علم نہیں حتیٰ کہ انہیں مختلف فریقوں کے مؤقف کا بھی پتہ نہیں۔ ان حالات میں ایک معین لکیر پر پرواز کی ہدایات کا کیا مطلب بنتا ہے؟ مسٹر جناح کو یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اس منسوخ شدہ پرواز کی اہمیت کیا تھی؟ اگر وہ مطمئن ہوں کہ اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی اور یہ باور کرنا مشکل ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی تو کام جاری رہنا چاہئے۔ اگر وہ مطمئن نہیں تو انہیں اس بات کی وضاحت طلب کرنی چاہئے کہ یہ ہدایت کس کی جانب سے آئی؟ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ امپائر کو ایک خاص سمت میں لیجانے کے لئے بعض ایسے حلقے سرگرم ہیں جن کا اس معاملہ سے دور کا بھی تعلق نہیں اس لئے ہمیں اس ساری کارروائی پر اعتماد نہیں رہا۔شاید وہ اس سے متاثر ہوں مگر آپ محض کاغذ کے ایک پرزہ کی بنا پر مسٹر جناح کو قائل نہیں کر سکتے!

وہ دہلی گئے، مسٹر جناح سے ملے۔ تیسری صبح یعنی جمعہ کی صبح کو لاہور واپس آئے تو ریلوے سٹیشن سے سیدھے میرے پاس آئے۔ چہرہ اترا ہوا تھا۔ مسٹر جناح نے ان سے کہا تھا تم لوگ اپنا کام جاری رکھو، مایوس نہ ہو۔ سرسیرل بڑے ذمہ دار آدمی ہیں وہ کسی باہر کے آدمی کے بھرے میں نہیں آئیں گے! حیرت کی بات ہے کہ جب سرحدوں کا اعلان ہوا تو سرحدیں اسی نقشہ کے مطابق تھیں۔ سوائے ایک تبدیلی کے جو نمایاں تھی اور وہ بھی پاکستان کے مفاد کے خلاف تھی۔ (میں اس بارہ میں بعد میں بتاؤں گا) میں بتا چکا ہوں کہ سرسیرل نے جمعہ کی دوپہر تک تحریری بیانات داخل کروانے کی ہدایت کی تھی۔ میں پچھلی شام لاہور پہنچا تھا تو لوگوں کی بڑی تعداد نے میرا استقبال کیا ان میں نواب ممدوٹ بھی شامل تھے جو اس وقت صوبائی کابینہ کے سربراہ تھے انہوں نے ہی مجھے بتایا کہ سرسیرل نے اگلے روز گیارہ بجے وکلاء کو ملاقات کے لئے بلایا ہے اور ساتھ ہی مجھے یہ بتایا کہ اس کے بعد ڈھائی بجے میری ملاقات وکلاء سے بھی ہوگی۔اس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ میری ملاقات ان وکلاء سے ہوگی جو اس کیس کی تیاری کر رہے ہیں۔کیونکہ مسٹر جناح نے مجھے یقین دلایا تھا کہ میرے لاہور پہنچنے تک لاہور کے وکلاء نے سارا کیس تیار کر لیا ہوگا۔ مجھے اس کی بنیاد پر کیس کو پیش کرنے کا طریق وضع کرنا ہوگا۔اس لئے اسی اثر کے تحت ڈھائی بجے میں، نواب ممدوٹ کے بنگلے، ممدوٹ ولا پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے وکلاء وہاں جمع ہیں۔ اکثر میرے ذاتی دوست تھے اور میں انہیں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ ان میں سے کئی لوگ تو بار میں مجھ سے کہیں سینئر تھے اور میں ان کے ساتھ برسوں کام کر چکا تھا۔ میں نے سب سے مصافحہ کیا اور پوچھا آپ میں کون میرے ساتھ اس کیس میں کام کر رہا ہے؟ خلیفہ شجاع الدین جو مجھ سے تین یا چار سال سینئر تھے کہنے لگے کون سا کیس؟ میں نے کہا باؤنڈری کیس اور کون سے کیس مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ باؤنڈری کیس میں میرے ساتھ کام کرنے والے وکلاء سے آج سہ پہر میری ملاقات ہوگی۔ وہ کہنے لگے ہمیں کسی باؤنڈری کیس کا پتہ نہیں تم خبر نہیں کس کیس کی بات کر رہے ہو۔ہمیں تمہیں ملنے کو بلایا گیا تھا اس لئے ہم آ گئے ہیں۔ چلو چھٹی ہوئی! نرم ترین لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ میرے ہوش اڑ گئے۔ اس کیس کو تیار کرنا تو کجا کوئی اس کے بارہ میں جانتا بھی نہیں تھا۔ یہ منگل کی سہ پہر تھی، مجھے اس علاقہ کی تقسیم کا کیس تحریری طور پر پیش کرنا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے کسی جانب سے کسی قسم کی مدد بھی ملے گی یا نہیں۔اعداد و شمار اور مواد کا کیا ہوگا۔ نہ مجھے یہ پتہ تھا کہ اس تقسیم کی بنیاد کن خطوط پر ہوگی اور کیس میں ہمارا مؤقف کیا ہوگا۔ میں نے جمع حاضرین سے چند منٹ کے بعد اجازت طلب کی اور نواب ممدوٹ کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا مسلم لیگ کی تنظیم نے کوئی پلان تیار کیا ہوا ہے یا کوئی مواد یا اعداد و شمار اکٹھے کئے ہوئے ہیں؟ سادگی سے کہنے لگے نہیں۔ انہوں نے سب کچھ میرے لئے چھوڑ رکھا تھا اور میں ابھی بیرون ملک سے واپس آیا تھا۔

خواجہ عبدالرحیم جو اس وقت راولپنڈی کے کمشنر تھے لاہور میں بکار خاص متعین تھے کہ سرحد کے اس طرف سے آنے والے مہاجرین کی آبادکاری کروا سکیں کیونکہ ہجرت بڑے پیمانے پر شروع ہو چکی تھی۔انہوں نے اپنے طور پر آبادی کے کچھ اعداد و شمار اکٹھے کئے تھے وہ اسی سہ پہر کو میرے پاس تشریف لائے اور وہ سارا مواد میرے سپرد کر دیا۔ اسے سوائے خوش بختی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ میں ان کا از حد شکر گزار ہوا۔اسی طرح لاہور سے باہر کے چار وکلاء اس کیس کی تیاری میں میری مدد کے لئے آ گئے۔ دو منٹگمری سے ایک پاکپٹن سے اور ایک ہوشیار پور سے۔ منٹگمری سے مسٹر نثار احمد اور صاحبزادہ نوازش علی، پاکپٹن سے سید محمد شاہ اور ہوشیار پور سے چوہدری علی اکبر، جو اس وقت جدہ میں پاکستان کے سفیر ہیں۔لاہور سے ایک دو جونیئر وکلاء کبھی کبھار جھانک لیتے تھے اور جو عمومی کام ان کے سپرد کیا جاتا تھا وہ کر دیتے تھے۔ میں ان سب کی پرخلوص اعانت کا شکر گزار ہوں۔

میں بے چین تھا کہ کسی طرح دن رات کام کر کے کیس تیار کیا جا سکے اور جمعہ کی دوپہر تک داخل کیا

جاسکے۔اب بھی پیچھے مڑکر دیکھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ ہم کس طرح جمعہ کی دوپہر تک کیس تیار کرنے اور داخل کرنے میں کامیاب ہوئے۔اس زمانہ میں لاہور کے حالات دگرگوں تھے۔بڑا دباؤ اور تشویش کا پہلو یہ تھا کہ مہاجرین کے مسئلہ سے کیسے نپٹا جائے۔ اگر لوگ یکجان ہوکر نہ اٹھ کھڑے ہوتے تو صوبائی حکومت کی انتظامیہ بکھر کر رہ جاتی اوران کے لئے اس مسئلہ کا سامنا کرنا ممکن ہی نہ ہوتا۔یہ عوام کی روح تھی یا خواجہ عبدالرحیم اور ان کے چند ساتھیوں ایسے مخلص افسروں اور کارکنوں کا جذبہ تھا۔جو مہاجرین کے پے درپے قافلوں کا انتظام کررہے تھے کہ ہم اس آزمائش میں پورے اترے۔زخمیوں اور لاشوں سے بھری ہوئی گاڑیاں آتی تھیں، بچے تھے جن کی آنکھیں نکالی ہوئی ہوتی تھیں اوراعضاء کٹے ہوئے ہوتے تھے یا عورتیں تھیں جن کی چھاتیاں کاٹ دی گئی تھیں، اتنا ظلم وستم اوراتنی بہیمیت!! دونوں طرف یہی بہیمیت جاری تھی۔ لگتا تھا ملک کا یہ حصہ انسانوں کا مسکن نہیں خونخوار درندوں کا ہوکلتا ہوا جنگل بن گیا ہے اوران میں سے ساری انسانیت نچوڑ کرنکال دی گئی ہے۔اور رحم اور ترس اور انسانی محبت اور ہمدردی سارے اوصاف بخارات بن کر ہوا میں تحلیل ہوگئے ہیں۔یہ سارا عمل ہی قابل نفرت تھا اور مجھے اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی گھن آتی ہے۔آدمی کو اسی صورتحال میں کام کرنا تھا اس لئے یہ بات حیران کن نہیں کہ ہرآدمی ہی افراتفری میں تھا اور کوئی کام بھی تیقن کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا تھا۔میں نے ممدوٹ ولا سے چلتے ہوئے نواب صاحب ممدوٹ سے کہا کہ کل صبح آٹھ بجے تک دوماہر سٹینوگرافر میری رہائش گاہ پر جوان کے گھر کے تقریباً سامنے ہی تھی موجود ہونے چاہئیں جو باری باری کام کریں گے اس کے ساتھ سارا دفتری ساز وسامان، کاغذ پنسل ٹائپ رائٹر وغیرہ بھی مہیا ہونا چاہئے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ صبح ساڑھے سات بجے سب کچھ موجود ہوگا۔اس لئے میں واپس چلا گیا اور جو کچھ مواد بھی موجود تھا اس کی بنیاد پر تیاری شروع کردی اوررات گئے تک کام کرتا رہا۔صبح سویرے اٹھ کر ناشتہ کرکے میں تیار ہوگیا۔ساڑھے سات ہو چکے تھے میں نے پوچھا سٹینوگرافر نہیں آئے؟ نہیں آئے تھے، آٹھ بج گئے کچھ نہیں تھا، کاغذ نہ پنسل نہ سٹینوگرافر۔تب میں نے خواجہ عبدالرحیم کو تکلیف دینے کا سوچا جن کا دفتر خوش قسمتی سے میری رہائش کے سامنے اسی سڑک پر ایک بنگلے کے صحن میں خیمہ میں تھا۔انہوں نے ازراہ کرم دوسٹینوگرافر اور ضروری ساز وسامان بھیج دیا اور میں نے لکھوانا شروع کردیا۔ مجھے نہیں پتہ کہ ان دو دنوں میں میں نے اس مشکل کام کو کس طرح نبھالیا اور جمعرات کی رات تک بیان کا مسودہ تیار کرلیا۔جمعرات کی رات کو میں نے اصرار کے ساتھ کہا کہ کم از کم پنجاب کے دووزراء میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ اور سردار شوکت حیات خاں آکر مسودہ ملاحظہ کرلیں۔ میں یہ کیس مسلم لیگ کی جانب سے پیش کررہا تھا اس لئے لازم تھا کہ مسلم لیگ کی جانب سے مجھے کوئی ہدایات دے۔میں کوئی ایسی بات نہیں پیش کرنا چاہتا تھا جس کو بعد میں مسترد کردیا جائے۔سردار شوکت حیات خاں تو نہ آسکے کیونکہ انہیں تیز بخار تھا مگر میاں ممتاز دولتانہ مہربانی کرکے تشریف لے آئے۔کہنے لگے انہیں بیان کا مسودہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انہیں مجھ پر مکمل اعتماد ہے مگر میں نے انہیں بتایا کہ معاملہ محض اعتماد کا نہیں بلکہ ہدایات کا ہے اور مجھے کسی کی طرف سے ہدایات تو ملنی چاہئیں۔ میں نے اصرار کیا کہ وہ اس مسودہ کو ملاحظہ کریں اور اپنی باضابطہ منظوری اس پر درج کریں۔انہوں نے سارا مسودہ ملاحظہ فرمایا، اسے پسند فرمایا اور کہا کہ وہ اس سے پوری طرح متفق ہیں۔ اس کے معاً بعد میں جمعہ کی نماز کے لئے چلا گیا جہاں مجھے خطبہ دینے کو کہا گیا میں نے خطبہ میں تحریک کی کہ اس نازک وقت میں بڑے الحاح سے دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کام سنوار دے۔مجھے خدشہ تھا کہ پنجاب کے بعض علاقوں میں مسلمانوں کو انہیں حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا سپین کے مسلمانوں کو سپین میں ایزابیل اور فرڈیننڈ کے دور میں کرنا پڑا تھا۔بدقسمتی سے میرے خدشات بے بنیاد نہ نکلے۔

اگلے سوموار کو کمیشن کے سامنے بحث شروع ہو گئی۔ دونوں جانب سے کیس کی پیروی بہت اچھی طرح کی گئی۔ ہندوؤں کا کیس مسٹر ایم سی سیتلواڈ نے پیش کیا جو اس وقت بھارت کے اٹارنی جنرل ہیں۔ انہیں اس کیس کے لئے بمبئی سے آنا پڑا تھا۔ان کی امداد کرنے والوں میں بڑے قابل وکلاء تھے جن میں لاہور ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج، بخشی ٹیک چند بھی شامل تھے جو لاہور بار کے چوٹی کے وکیل بھی رہ چکے تھے۔سکھوں کا کیس ایک صاحب نے پیش کیا جو بعد میں مشرقی پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل ہوئے۔اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ بحث میں کیا کہا گیا مگر بحث کا مرکز گورداسپور، فیروز پور کے ضلعے اور جالندھر کے ضلعے کے کچھ حصے تھے۔بنیادی نکتہ یہ تھا کہ ''ملحقہ مسلم اکثریت کے علاقوں'' اور ''ملحقہ ہندو اکثریت کے علاقوں'' کی تعبیر کیسے کی جائے۔

ہم نے اپنے کیس کی بنیاد تحصیل پر رکھی، تحصیل ضلع کے ایک حصہ کو کہتے ہیں کہ تحصیل کو بنیاد بنا کر ملحقہ اکثریتی علاقوں کی تعیین کی جائے۔گاؤں کو بھی یونٹ بنایا جاسکتا تھا مگر اس طرح سرحد مکمل طور پر دیوانگی کا نمونہ لگتی۔گاؤں کو یونٹ بنانا اس لئے بھی ممکن نہیں تھا کہ ایک گاؤں میں ایک فریق کی اکثریت تھی تو تراسی فیصد اور بیکانیر کو سترہ فیصد۔جیسلمیر اور بیکانیر، راجپوتانہ کی دونوں ریاستیں پاکستان سے ملحق تھیں۔وہ دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کرسکتی تھیں۔ اور یہ بات کوئی راز نہیں کہ ان دونوں ریاستوں کے حکمران بھارت سے زیادہ خوش نہیں تھے۔ان کا خیال تھا کہ وہ پاکستان سے الحاق کرکے بہتر فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔وہ نہر جو فیروز پور سے نکلتی تھی ساری ریاست بیکانیر کو سیراب کرتی تھی اور بیکانیر کی ''شہ رگ'' سمجھی جاتی تھی کیونکہ ساری ریاست میں آبپاشی کا یہی ایک ذریعہ تھا۔اگر ان دونوں حکمرانوں کی پاکستان سے الحاق کی خواہش کے ساتھ یہ عنصر بھی شامل ہوجاتا تو ان کو پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جاتی۔ اس لئے نہیں کہ انہیں بھارت کے مقابلہ میں پاکستان سے زیادہ پیار تھا بلکہ اس لئے کہ انہیں اندازہ تھا کہ بھارت ریاستوں کو ضم کرنے میں زیادہ تیزی دکھائے گا اور پاکستان میں شاید یہ طریق کچھ لمبا ہوجائے اور اپنی مرضی کی شرائط حاصل کرسکیں۔ اور مہاراجہ بیکانیر کو معلوم ہوتا ان کی ریاست کی خوش حالی کا سارادارومدار اس پانی پر ہوگا جو فیروز پور ہیڈورکس سے آتی ہے۔اس صورتحال کے پیش نظر عین ممکن ہے کہ نہرو نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے رابطہ کیا ہو اور ایوارڈ میں اس ضمن میں تبدیلی کروائی ہو۔ اس کے سوا اور کوئی توضیح ممکن ہی نہیں کہ وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کی جانب سے سرایون جینکنز اور مسٹر تریویدی کو ایوارڈ کی اطلاع دے دینے کے (جو وائسرائے کے علم میں تھی) بعد اس وقت جبکہ امپائر کو تفویض کردہ اختیار ختم ہو چکا تھا، ایوارڈ میں تبدیلی کیوں کی گئی؟ یہ معاملہ پاکستان کے حکام کے علم میں کچھ مہینوں کے بعد آیا جبکہ مسٹر تریویدی کے ذریعہ نہرو کو ابتدا سے ہی اس کا علم تھا۔مغربی پنجاب کے گورنر، صرف دہلی کی مرکزی حکومت کے ماتحت تھے جس کے وزیراعظم نہرو تھے۔مسٹر تریویدی نے نہرو کو اس ایوارڈ کی اطلاع دی تو کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا اور ادھر گورنر مغربی پنجاب پاکستان کی طرف کسی کے ماتحت نہیں تھے اس لئے کسی کو بتانے کے پابند نہیں تھے کیونکہ پاکستان تو ابھی معرض وجود ہی میں نہیں آیا تھا اور کسی کو اس فیصلہ کے جاننے کا حق ہی نہیں پہنچتا تھا۔

اسی طرح گورداسپور کے ضلع کا بیشتر حصہ بھی مشرقی پنجاب میں شامل کردیا گیا اس طرح پاکستان کے مفاد پر زبردست ضرب لگائی گئی اس طرح انڈیا کو کشمیر میں مداخلت کا موقعہ مل گیا۔میدانی علاقہ میں صرف یہی ایک راستہ تھا جو کشمیر کو جاتا تھا، اگرچہ انڈیا کی سرحد کشمیر کے ساتھ کچھ دور تک ملتی مگر وہ سارا علاقہ پہاڑی تھا اور بلند پہاڑوں پر مشتمل تھا۔ ایک ہی میدانی سڑک ہے جو کشمیر کو جاتی ہے اور وہ بھی بڑی محنت سے بنائی گئی ہے وہ گورداسپور کے ضلع سے ہوکر جاتی ہے۔ضلع گورداسپور کی چار تحصیلیں تھیں۔ پہلی شکرگڑھ جو راوی کے مغربی کنارے پر ہے وہ پاکستان میں شامل کی گئی ہے کیونکہ اس مقام پر راوی کو سرحد بنایا گیا ہے۔تین تحصیلیں راوی کے مشرقی کنارے پر تھیں یعنی تحصیل گورداسپور، بٹالہ اور پٹھانکوٹ۔ یہ تینوں بھارت میں شامل کرکے بھارت کو میدان کے ذریعہ کشمیر تک رسائی مہیا کی گئی۔اتفاق ہے کہ میرا اپنا گھر بٹالہ سے صرف گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا اور وہ بھارت میں شامل کردیا گیا۔ایوارڈ میں فیروز پور اور زیرہ کے بارہ میں جو تبدیلی کی گئی اس کے براہ راست نتیجہ میں انڈس واٹر کا جھگڑا شروع ہوا کیونکہ فیروز پور ہیڈورکس پر قبضہ حاصل کرتے ہی بھارت سارا پانی بند کرسکتا تھا جیسا کہ اس نے بعد میں کیا اور اس طرح یہ جھگڑا کھڑا ہوا۔ پاکستان اور بھارت میں جو دو بڑے جھگڑے پیدا ہوئے وہ اس ایوارڈ کے ان دو حصوں کی وجہ سے کھڑے ہوئے جنہیں کسی طور سے بھی منصفانہ نہیں کہا جاسکتا۔گورداسپور کے ضلع میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، راوی کے مغربی کنارے پر شکرگڑھ میں بھی مسلمان اکثریت میں تھے اس لئے اسے پاکستان میں شامل کیا گیا۔مگر بٹالہ میں بھی مسلمانوں کی اکثریت تھی، گورداسپور تحصیل میں بھی۔

(سرظفراللہ خان کی یادداشتیں ص169 تا179)

یہ ایک کھلی حقیقت ہے جیسا کہ جسٹس دین محمد صاحب نے انکشاف کیا کہ پنجاب کی حدبندی کی لائن کی سازش بالا بالا طے پاچکی تھی اور حدبندی کمیشن کی کارروائی محض ڈھونگ تھی۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تحدیث نعمت ص520,519 طبع دوم از حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان)

قوم وملت کے خادموں کو

خدمت کا ''صلہ''

قائداعظم محمد علی جناح کی طرح حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب پر بھی ریڈکلف ایوارڈ کے انسانیت سوز فیصلہ کی بناء پر (جو دشمنان پاکستان کے خفیہ منصوبہ کے تحت ہوا) زبردست تنقید کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ 1947ء سے آج تک برابر جاری ہے۔

(ملاحظہ ہو رسالہ ترجمان القرآن جون 1948ء اداریہ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی۔رپورٹ تحقیقاتی عدالت 1953ء ص209)

رئیس المغزلین جناب حسرت موہانی فرماتے ہیں:

''مسلمان قومی خدمات کی سزا دے سکتے ہیں۔ جزا اللہ کے پاس ہے''۔

جناب مولوی ظفرعلی خاں مدیر زمیندار کا بیان ہے۔مسلمانوں کی سیاست میں جو لوگ خدمت گزاری کا ناؤ ڈبونے ہیں ہمیشہ سولی پر ٹنگے رہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ حقیقت افروز قول ہے۔

''روزمرہ کی سیاست میں مسلمانوں کے خدمت گزار عموماً ان کے قہر وغضب کے شکار ہوجاتے ہیں''۔

(رسالہ چٹان لاہور 7دسمبر 1964ء ص3)

ہومیو کمپنی میں کاروبار کے مواقع

ایک نئی لیکن جدید ہومیو پیتھک کمپنی میں کاروبار کے مندرجہ ذیل مواقع موجود ہیں۔

(1) فرنچائزنگ ۔ ملاقاتی سٹیشن (2) ڈسٹری بیوشن ۔ ملاقاتی سٹیشن

مزید معلومات کیلئے اپنے مکمل کاروباری کوائف کے ساتھ رابطہ کریں

مارکیٹنگ مینیجر نوبل ہومیو فارما

49۔ سٹور مارکیٹ ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 5853819-5853576 موبائل: 0333-4486490

کراچی اور سنگاپور کے K-21 اور K-22 کے فینسی زیورات کا مرکز

AIJ العمران جیولرز

الطاف مارکیٹ ۔ بازار کاٹھیاں والا سیالکوٹ ۔ فون دوکان: 594674

فون رہائش: 553733 موبائل: 0300-9610532 طالب دعا: عمران مقصود

سناکسٹ امپورٹڈ فلوٹ گلاس بلیو، گرے، گرین، آئشن

عمارتی شیشہ اور رنگ وروغن کا معیاری مرکز

ڈیلر: نیلم گلاس انڈسٹریز حسن ابدال

گنج گلاس ورکس حسن ابدال

یونین گلاس اینڈ پینٹ سٹور

کالج روڈ۔ سرگودھا فون آفس: 0451-216585

طالب دعا: محمد اشرف ڈھڈی اینڈ برادرز

ایم موسیٰ اینڈ سنز

پروپرائٹرز: مظفر احمد تاگی، طاہر احمد تاگی

ڈیلرز: ملکی وغیر ملکی BMX+MTB | 27 نیلا گنبد ۔ لاہور

بائیسکل اینڈ پی ۔ بے آرٹیکلز | فون: 7244220

زاہد اسٹیٹس بلڈرز اینڈ ڈویلپر

لاہور | اسلام آباد | راولپنڈی | کراچی اور اب گوجرانوالہ میں بھرپور اعتماد کے ساتھ

سرمایہ کاری کا بہترین موقع

کوٹھی پلاٹ میں سرمایہ کاری میں ہے آپ کا روشن مستقبل

چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر چوہدری زاہد فاروق

ایگزیکٹو چوہدری عمر فاروق

Head Office: 10-Hunza Block, Allama Iqbal Town, Lahore 043-7441210 0300-8458676

Branch Office: 41-Y Gole Plaza, Ground Floor, Defence, Lahore Ph: 5740192, 5744284 0300-8423089

Gwadar Office: 042-7441210, 0300-8458676 Mob: 0333-4672162

Website Address: www.zahidestates.com

E-Mail: zamfa119@hotmail.com

AMAZING LAPTOP & COMPUTERS

DIRECT DELIVERY FROM USA

Now Get In Pakistan USA/CANADA PHONE NUMBER

CALL FREE BETWEEN YOUR BRANCHES Any Where in the world

Call or email us today

Maarks Web: www.maarks.com.pk Email: info@maarks.com.pk

Tel: 042-5865976 03008473490 03334669621

ڈیلران: ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، سپلٹ AC، ونڈو AC، واشنگ مشین، کوکنگ رینج، کلر TV

ڈاؤلینس، پیل، ویوز، فلپس، ایل جی، سام سنگ، پرل، ایشیا، سائرس

نیشنل الیکٹرونکس

احمدی احباب کیلئے خاص رعایت ہم آپ کے منتظر ہوں گے (طالب دعا: منصور احمد)

نبی بخش روڈ ۔ ۔ ۔ لاہور فون: 7357309-7223228

ناصر ہومیو کلینک ھوالناصر

1960ء سے خدمت میں مصروف

بے اولاد مردوں اور عورتوں کیلئے مشورہ اور کامیاب علاج

جدید طب کا باکمال نسخہ "نعمت الٰہی"

نرینہ اولاد کیلئے مفید علاج

مین بازار، راجہ چوک حافظ آباد

فون کلینک: 0438-523391-523392

ڈینٹل سرجن ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب بی ڈی ایس

فیصل آباد

صبح 9 سے 2 تک مجید کلینک گورونانک پورہ

شام 6 سے 10 تک احمد ڈینٹل سرجری ستیانہ روڈ ۔ ۔ ۔ کالونی

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے

فون: 549093 موبائل: 0300-9666540

انصر سٹیل ڈیلرز جی آئی شیٹ اور کوائل

طالب دعا: انصر کلیم، عرفان فہیم

لوہا مارکیٹ، لنڈا بازار ۔ لاہور

فون آفس: 7641102,7641202 فیکس: 7632168

Email: imran@worldsteelbiz.com.pk

ماشاء اللہ گیزر (طالب دعا ۔ ۔ ۔)

اعلیٰ کوالٹی کے بھاری چادر کے گیزر

لائف ٹائم گارنٹی کے ساتھ سیل اینڈ سروس

B-1-17-10 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور

فون: 0300-9477683-042-5153706

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے

VIP ENTERPRISES

13-Panorama Centre

Blue Area Islamabad

سہیل صدیقی: 2270056-2877423

بنیان، جراب، تولیہ اور جرسیوں کی اعلیٰ ورائٹی کا مرکز

۔ ۔ ۔ ہوزری سٹور

طالب دعا: چوہدری منور احمد ساہی

جھنگ بازار، چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد فون آفس: 041-619421

جنود ڈینٹل لیبارٹری بلاک 12 سرگودھا

فل سیٹ، فکس دانت، برج، کراؤن، پورسلین ورک کیلئے

فون: 0451-713878 موبائل: 0320-5741490

Email:m.jonnud@yahoo.com

ڈسٹری بیوٹرز: ۔ ۔ ۔

فضل ریفریجریشن شاپ

B-292 سبزی منڈی آئی الیون فور ۔ اسلام آباد

فون آفس: 4441767-4445973 موبائل: 0300-9647076

مینوفیکچرز و ڈیلرز واشنگ مشین، گیزر، کوکنگ رینج، ہیٹر وغیرہ

فردوس اپلائنسز | پروپرائٹر: محمد سلیم منور

B-1/31 چاندنی چوک، مری روڈ ۔ راولپنڈی

فون: 051-4451030,4428520 موبائل: 0333-5104055

ڈیلر: فریج، ایئر کنڈیشنر، ڈیپ فریزر، کوکنگ رینج، واشنگ مشین، ڈش انٹینا، ڈیزرٹ کولر، ٹیلی ویژن

فخر الیکٹرونکس

1 ۔ لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ لاہور

ہم آپ کے منتظر ہوں گے

احمدی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

طالب دعا: شیخ انوار الحق، شیخ منیر احمد ۔ فون: 7223347-7239347-7354873

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

145 فیروز پور روڈ جامعہ اشرفیہ لاہور

فیصل ۔ ۔ ۔ کمپنی

طالب دعا: فیصل خلیل خان، قیصر خلیل خان

فون: 7563101 موبائل: 0300-4201198

العطاء جیولرز

DT-145-C کری روڈ

ٹرانسفارمر چوک راولپنڈی

پروپرائٹر ۔ طاہر محمود 4844986

SHEIKH SONS

31-32 Bank Square Market Model Town, Lahore-54700, Pakistan

Tel: 042-5832127, 5832358Fax : 042-5834907

E-mail:sheikhsons@lycos.co.uk- web site: www.sheikhsons.com

Indentors, Suppliers & Contractors

1) Gas & Steam Turbines Spares

2)Boilers

3)Speciality Chemicals for Oil & Gas and Power Industry

تمام امپورٹڈ ورائٹی بغیر ٹانکے کے KDM سے تیار شدہ

مدراسی، سنگاپوری، اٹالین، بحرینی جیولری کی خریداری کے لئے تشریف لائیں

نیو احمد جیولرز طالب دعا: محمد احمد توقیر

فون رہائش: 589024 فون شوروم: 0432-587659,602042

موبائل: 0300-6130779 گلا چوک شہیداں ۔ سیالکوٹ

پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ سائنس دان جنہوں نے اپنے وطن کا نام دنیا میں روشن کیا

محترم ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب کی اپنے وطن میں خدمات اور اعترافات

ان کو نوبیل انعام ملنے سے پاکستان کا اقوام عالم میں سر بلند ہو گیا ہے۔سابق صدر پاکستان

پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

ڈاکٹر عبدالسلام وہ نابغۂ روزگار اور واحد پاکستانی تھے جنہوں نے 1979ء میں دنیا کا مشہور ترین اور سائنسی دنیا کا وقیع ترین انعام نوبیل پرائز جیتا اور اس طرح اپنے ملک پاکستان کی عظمت اور شہرت کو چار چاند لگائے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی یہ کامیابی نہ صرف وطن عزیز پاکستان بلکہ ساری عرب دنیا کے لئے بے حد فخر وانبساط کا باعث بنی۔ اس سلسلہ میں متعدد مستند حوالہ جات میں سے صرف چند حوالے نذر قارئین کئے جاتے ہیں:

پاکستان کے لئے باعث افتخار

انگریزی روزنامہ 'ڈان' نے 18/اکتوبر 1979ء کی اشاعت میں جو اداریہ بعنوان 'پاکستان کے لئے ایک اعزاز' تحریر کیا اس کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے:

''یہ کوئی معمولی اتفاق نہیں کہ ''رابرٹ آئن سٹائن'' کی سوویں سالگرہ کے برس طبیعات کے تین سائنسدانوں کو تمام عالمی انعامات میں سے سب سے زیادہ قابل رشک نوبیل پرائز دیا گیا جو ان کی ایسے میدان میں تحقیق کا نتیجہ ہے جس نے ان کے شہرۂ آفاق پیشرو (آئن سٹائن۔ناقل) کو پریشان کئے رکھا۔اور یہ بات کہ انعام جیتنے والوں میں سے ایک پروفیسر عبدالسلام ہیں۔اس ملک پاکستان کے لئے زبردست افتخار اور عزت کا باعث ہے۔''

(ڈان 18/اکتوبر 1979ء)

پاکستان کا سر بلند ہو گیا

روزنامہ 'مشرق' نے 17/اکتوبر 1979ء کو ایک اداریہ بعنوان ''پاکستان کے لئے عالمی اعزاز'' لکھا جس میں یہ تحریر کیا گیا:

''پاکستان کے ممتاز سائنسدان پروفیسر عبدالسلام کو طبیعات کے شعبے میں اعلیٰ تحقیقی کام کرنے پر اس سال کا نوبیل انعام ملا ہے جو بلاشبہ پاکستان کے لئے ایک اعزاز ہے۔اسی لئے صدر مملکت نے اپنے تہنیتی پیغام میں بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ پروفیسر عبدالسلام کو نوبیل انعام ملنے سے ''پاکستان کا اقوام عالم میں سر بلند ہو گیا ہے''۔(روزنامہ 'مشرق' مورخہ 18/اکتوبر 1979ء)

ہم سب خوش ہیں

'جنگ' مورخہ 3 نومبر 1979ء کے صفحہ اول پر ایک خبر کی سرخی ''پاکستانی سائنسدان پروفیسر عبدالسلام کو مبارکباد'' کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

''لنڈن۔2 نومبر 'اسلامی بینکنگ موومنٹ' کے سربراہ محمد بن فیصل السعود نے پاکستانی سائنسدان پروفیسر عبدالسلام کو فزکس میں نوبیل انعام حاصل کرنے پر مبارکباد دی ہے۔ انہوں نے پروفیسر عبدالسلام کو ایک تہنیتی پیغام میں کہا ہے کہ آپ کا یہ اعزاز ..... کے لئے باعث مسرت ہے ہم آپ کی اس کامیابی پر خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ آپ کو یہ شاندار کامیابی جاری رکھنے کے لئے صحت وقوت عطا کرے۔ طرابلس (لیبیا) کی الفتح یونیورسٹی کی پیپلز کمیٹی کے سیکرٹری جنرل ابراہیم الختو نے بھی پروفیسر عبدالسلام کو یہ اعزاز حاصل کرنے پر مبارکباد دی ہے انہوں نے کہا ہے کہ آپ کے نوبیل انعام حاصل کرنے کی خبر ہم نے بڑی مسرت کے ساتھ سنی ہے۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے لئے اور دنیا بھر کے..... کے لئے یہ اعزاز حاصل کیا ہے۔''

(جنگ مورخہ 3 نومبر 1979ء صفحہ 1)

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

ڈاکٹر عبدالسلام اتنے عظیم اور قابل رشک مرتبے پر کیسے پہنچے اس کا راز اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل۔ اللہ کے پیاروں کی دعائیں اور توجہ اور ڈاکٹر عبدالسلام کی خداداد قابلیت اور مسلسل محنت میں مضمر ہے۔ ذرا عبدالسلام کا طالب علمی کا ریکارڈ دیکھئے جو پاکستان کے ایک ممتاز سائنسدان ڈاکٹر عبدالغنی (پی۔ایچ۔ڈی فزکس) نے اپنی مستند کتاب ''ڈاکٹر عبدالسلام'' میں محفوظ کیا ہے جس کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ ماشاءاللہ ڈاکٹر عبدالسلام نے ابتداء سے ہی کیا کیا کمال دکھائے۔آیئے ڈاکٹر عبدالغنی کے الفاظ پڑھتے ہیں:

''جس معیار پر بھی پرکھا جائے سلام نے اپنے آپ کو میٹرک سے لے کر ایم۔اے تک یونیورسٹی کے تمام امتحانات میں اول رہ کر ایک انتہائی غیر معمولی اوصاف اور قابلیت کے حامل طالب علم کی حیثیت سے منوایا۔میٹرک اور بی۔اے کے امتحانات میں تو انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں جو اعلیٰ ترین نمبر حاصل کئے وہ ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بی۔اے میں انہوں نے ہر مضمون میں الگ الگ ''ٹاپ'' کیا۔ یہ مضامین تھے انگلش، انگلش لٹریچر (برائے آنرز) اور عملی ریاضی''۔ (''ڈاکٹر عبدالسلام'' صفحہ 29)

کیمبرج کے پروفیسر کا بے مثال خراج تحسین

عبدالسلام اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے 1946ء میں کیمبرج روانہ ہو گئے اور پھر 1950ء میں وہاں سے پی۔ایچ۔ڈی فزکس کی تعلیم امتیاز وتمکنت کے ساتھ مکمل کر لی۔اس موقع پر ڈاکٹر عبدالغنی نے کیمبرج کے قابل استاد اور ان کے لائق وفائق شاگرد عبدالسلام کا ایک واقعہ محفوظ کیا ہے جسے پڑھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ڈاکٹر عبدالغنی بیان کرتے ہیں:

''کیمبرج سے رخصت ہوتے وقت انہوں نے اپنے نگران سے درخواست کی کہ وہ انہیں ایک سفارشی خط لکھ کر دے دیں کہ انہوں نے پی۔ایچ۔ڈی کرنے کے دوران تسلی بخش طریقے سے اپنا کام سرانجام دیا ہے۔اس پر ان کے نگران نے کہا تم مجھے یہ تصدیق نامہ لکھ کر دے دو کہ تم نے میرے ساتھ کام کیا ہے''۔

(''ڈاکٹر عبدالسلام'' صفحہ 47)

کیمبرج میں بطور استاد تقرری کا اعزاز

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے 1951ء سے لے کر 1953ء تک گورنمنٹ کالج لاہور اور پھر پنجاب یونیورسٹی میں صدر شعبہ ریاضیات کے طور پر کام کیا اور پھر کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچر شپ کی پیشکش ملنے پر جنوری 1954ء میں برطانیہ روانہ ہو گئے۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالغنی رقمطراز ہیں:

''عبدالسلام برصغیر ہندو پاک بلکہ..... دنیا کے پہلے سائنسدان تھے جنہیں کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار کے عہدے کی پیشکش کی گئی تھی۔''

(''ڈاکٹر عبدالسلام'' صفحہ 59)

امپیریل کالج لندن کی فل پروفیسر شپ

ڈاکٹر عبدالسلام نے کیمبرج یونیورسٹی سال تک خوب لگن اور کامیابی سے کام کیا پھر اس کے بعد انہیں لندن کے شہرۂ آفاق ادارے امپیریل کالج لندن کی طرف سے پیشکش ہوئی اور ان کا تقرر بطور فل پروفیسر کے ہوا۔ یہ 1957ء کی بات ہے جبکہ ڈاکٹر سلام کی عمر فقط اکتیس سال تھی۔

امپیریل کالج لندن میں ڈاکٹر عبدالسلام نے ریسرچ کے کام اور تدریسی میدان میں کیسے اپنا لوہا منوایا اس کا تذکرہ ڈاکٹر عبدالغنی ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

''امپیریل کالج میں سلام نے نظریات کی لگاتار برسات سے اس ادارے میں ایک نئی روح پھونکنی شروع کر دی۔ان کی بے پناہ کارکردگیوں اور متاثر کن شخصیت کی بدولت امپیریل کالج برطانیہ اور یورپ میں ''بائی انرجی تھیوریٹیکل فزکس'' کے لئے کام کرنے کا ایک خاص اور اہم مرکز بن گیا اور امریکہ سمیت دنیا کے تمام حصوں سے مستعد ذہین ماہرین طبیعات اس جگہ کی طرف کھنچے آنے لگے''۔

(''ڈاکٹر عبدالسلام'' صفحہ 70)

صدر پاکستان ایوب خان کی قدردانی

ڈاکٹر عبدالسلام نے سائنس کی دنیا اور اعلیٰ ریسرچ کے میدان میں اتنی کامیابی اور شہرت حاصل کر لی کہ ان کا شمار دنیا کے عظیم اور ممتاز سائنسدانوں میں ہونے لگا۔صدر ایوب خان نے سائنسی افق کے اس روشن ستارے کی بہت قدردانی کی اور 1961ء میں انہیں اپنا سائنسی مشیر مقرر کر لیا اور یوں صدر ایوب خان کی دانشمندانہ پالیسی اور ڈاکٹر سلام کے پر خلوص جذبہ کی بدولت پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں زبردست پیش رفت شروع ہوئی۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے اپنی کتاب میں ڈاکٹر عبدالسلام کی اپنے ملک وملت کے لئے بے لوث اور دور رس خدمات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ساری تیسری دنیا کے لئے ان کی دردمندی اور عملی کاوشوں کا ذکر کیا ہے۔ تیسری دنیا کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کا قائم کردہ اعلیٰ درجے اور معیار کا ادارہ سائنس اکیڈمی فار تھرڈ ورلڈ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ڈاکٹر عبدالغنی تحریر کرتے ہیں:

''سائنس اکیڈمی برائے تیسری دنیا'' ''نظریاتی طبیعات'' کے مرکز کے بعد تیسری دنیا میں سائنسی انقلاب کی ایک لہر پیدا کردی ہے اور سلام کی اس سے جذباتی وابستگی اس بات کی ضامن ہے کہ یہ لہر ہر آن بڑھتی ہی جائے گی۔''

(ڈاکٹر عبدالسلام'' صفحہ 163-162)

اسلامی دنیا کے لئے گہرا درد وخلوص

اس کی فقط ایک مثال پیش ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے نوبیل پرائز حاصل کرنے کے بعد ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے تیل کی دولت سے مالا مال اسلامی ممالک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اور میری آخری اور انتہائی عاجزانہ وخاکسارانہ اپیل'' اوپیک'' ممالک کے گورنروں سے ہے ..... آپ پر اللہ نے بے پایاں نوازشات کی بارش کی ہے اور آپ کی آمدنیاں ہزاروں ملین ڈالر تک پہنچی ہوئی ہیں..... یہ آپ کے آباؤ اجداد ہی تھے جو آٹھویں، نویں، دسویں اور گیارھویں صدیوں میں بین الاقوامی سائنس ریسرچ کے مشعل بردار تھے۔ یہ آپ کے آباؤ اجداد ہی تھے جنہوں نے ''بیت الحکمت'' کی بنیاد رکھی تھی۔ جو سائنسی علوم کی تعلیم و ریسرچ کے لئے ایک انتہائی ترقی یافتہ اور جدید ترین ادارہ تھا..... آپ ایک مرتبہ پھر ایسے ہی فراخ دل اور سخی بنئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہمارا فرض ہے کہ انسانی علم میں اضافہ کریں۔ اس کی ترویج اور ترقی کے لئے کوششیں کریں۔ میری آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ ایک ''فنڈ'' قائم کیجئے جس سے تمام اسلامی ممالک اور دیگر ترقی پذیر ممالک فائدہ اٹھا سکیں تا کہ ترقی پذیر دنیا کا کوئی لائق و قابل سائنسدان ضائع نہ ہو۔ اس فنڈ کے لئے میرا یہ حقیر سا عطیہ میرا کل اثاثہ ساٹھ ہزار ڈالر جو مجھے نوبیل پرائز فاؤنڈیشن کی طرف سے ملا ہے، حاضر ہے۔''

(''ڈاکٹر عبدالسلام'' صفحہ 157-156)

ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کا اعتراف

خاکسار راپنے گزشتہ سالوں کے کئی مضامین میں ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان کے لئے غیر معمولی اور مثالی خدمات کے متعلق متعدد حوالے پیش کر چکا ہے۔ اس لئے زیر نظر مضمون میں فقط دو تین نئے حوالوں پر اکتفا کی جائے گی۔

ممتاز اور قابل فخر سائنسدان

صدر ایوب خان کے دور میں 1959ء میں ڈاکٹر عبدالسلام کو ''ایجوکیشن کمیشن'' کا مشیر اور 'سائنٹفک کمیشن'' کا ممبر مقرر کیا گیا اور پھر 1961ء میں صدر ایوب خان نے انہیں اپنا سائنسی مشیر اعلیٰ مقرر کیا۔ اس زمانہ میں پاکستان کے ممتاز سائنسدان ڈاکٹر آئی۔ ایچ۔ عثمانی اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین تھے چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام سائنسی مشیر صدر پاکستان اور چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن (ڈاکٹر آئی۔ ایچ۔ عثمانی) نے وطن عزیز میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے متعلق متعدد منصوبوں کے علاوہ باصلاحیت اور ابھرتے ہوئے سائنسدانوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے ٹھوس اقدامات کئے۔ اس سلسلہ میں پاکستان کے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ نیوکلیئر سائنسدان، جو ایک لمبا عرصہ تک برمنگھم یونیورسٹی (برطانیہ) سے منسلک رہے ہیں۔ روزنامہ ''جنگ'' کے ساتھ انٹرویو میں سائنسی میدان سے متعلق تاریخ پاکستان کا ایک زریں ورق آشکار کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں خدمات

''ڈاکٹر آئی۔ ایچ عثمانی جو 1960ء سے لے کر 1971 تک اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین تھے..... انہوں نے ہر شعبہ میں چار سو سے چھ سو سائنسدانوں کی تربیت کی۔ وہ تھے اور ڈاکٹر عبدالسلام تھے۔ یہ دو لوگ تھے 1960ء کے عشرے میں، سلام صاحب مشورہ دیتے تھے اور عثمانی صاحب اس پر عمل کراتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو جرمنی میں، امریکا میں، فرانس میں، برطانیہ میں، آسٹریلیا میں، کینیڈا میں تربیت دلوائی۔ میں بھی ان دنوں اٹامک انرجی سینٹر لاہور کا ڈائریکٹر تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے آج پاکستان کا ایٹم بم بنانے میں حصہ لیا ہے یہ اسی دور کے تربیت یافتہ تھے جیسے ثمر مبارک مند تھے۔''

(انٹرویو ڈاکٹر سعید درانی مطبوعہ ''جنگ سنڈے میگزین'' مورخہ 24/اپریل 2000ء صفحہ 18 کالم نمبر 4`3)

حدود وقت سے آگے نکل گیا ہے کوئی

مندرجہ بالا عنوان کے تحت روزنامہ ''پاکستان'' کے قلمکار رسول بخش بہرام ایک تقریب کی رپورٹ بیان کرتے ہیں جو ڈاکٹر عبدالسلام کی یاد میں منعقد کی گئی۔ آیئے اس دلچسپ روداد کے کچھ حصوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ متذکرہ وقائع نگار لکھتے ہیں:

''دنیائے سائنس کے اس نامور شہسوار کو تمام عالمی دنیا نے اپنے ممالک کی ''نیشنیلٹی'' دینے کے لئے جتن کئے، مگر اس نے وطن عزیز کے ''سبز پاسپورٹ کو نہ صرف زندگی کی آخری سانسوں تک سینے سے لگائے رکھا، بلکہ 21/نومبر 1996ء میں جنوبی پنجاب کے ایک چھوٹے سے شہر کی شورزدہ مٹی میں ابدی نیند جا سویا۔ بیسویں صدی کے عظیم سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی چھٹی برسی کے موقع پر وطن عزیز کی مشہور سائنسی تنظیم ''پاکستان فزیکل سوسائٹی'' نے سلام چیئر اور شعبہ طبیعات گورنمنٹ کالج میں یونیورسٹی لاہور میں ایک سائنسی سیمینار کا اہتمام کیا۔ جس میں نامور سائنسدانوں نے مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے علاوہ ان کے تحقیقی کاموں اور تیسری دنیا کے لئے ان کی سائنسی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

ناظرین احتراماً کھڑے ہوگئے

سیمینار میں ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں ایک تصویری نمائش کے ساتھ ساتھ ان کے تحقیقی کارناموں اور 1979ء میں دو امریکی سائنسدانوں کے ساتھ سویڈن میں ''نوبیل پرائز'' حاصل کرنے کی ڈاکومنٹری فلمیں بھی دکھائی گئیں، جنہیں ناظرین جن میں مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، نے بہت سراہا۔ ڈاکومنٹری فلم میں جب ڈاکٹر عبدالسلام کو پاکستانی سائنسدان کہہ کر بلایا گیا تو ناظرین جوش و جذبے سے تالیوں کی گونج میں احتراماً کھڑے ہوگئے اور خوشی وفخر کا اظہار کیا''۔

ڈاکٹر سلام کی خدمات پر مقالہ

اس تقریب میں حصہ لینے والے ممتاز اساتذہ کے خطابات کا ذکر کرنے کے بعد جناب رسول بخش بہرام تقریب کے آخر میں خطاب کرنے والے فاضل مقرر کا یوں ذکر کرتے ہیں:۔

'' آخر میں نامور سائنسدان اور سلام چیئر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے پروفیسر، ڈاکٹر عبدالسلام کے کیمبرج یونیورسٹی لندن میں پی ایچ ڈی کے سابقہ طالب علم پروفیسر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے ڈاکٹر عبدالسلام کے حالات زندگی اور ان کے 1964ء میں اٹلی کے شہر ٹریسٹ میں قائم کردہ ''عبدالسلام انٹرنیشنل سنٹر برائے نظریاتی طبیعات'' کی خدمات پر مقالہ پیش کیا۔ پروفیسر عبدالسلام اس سنٹر کے 1964ء سے 1993ء تک ڈائریکٹر رہے۔ بین الاقوامی طرز کے اس سنٹر میں اب تک 170 ممالک سے 70 ہزار سے زائد سائنسدان پہنچ کر اپنی علمی پیاس بجھا چکے ہیں۔ اس سنٹر میں سالانہ تقریباً چار سو سے زائد سائنسدان دنیا کے کونے کونے سے آتے ہیں اور اپنی تحقیقاتی مشکلات کا حل تلاش کرتے ہیں۔''

ملک کے حقیقی ہیرو

متذکرہ تقریب کی رپورٹ کے آخری حصہ میں قلمکار جناب رسول بخش بہرام سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس اہم سائنسی سیمینار کے حوالے سے اہم نکات کی طرف ارباب اختیار کی توجہ مبذول کرانا ضروری محسوس ہوتا ہے۔..... اس سیمینار میں یونیورسٹی اور کالجوں سے طلباء و طالبات کی ایک اچھی خاصی تعداد شریک ہوئی، جن کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ اس طرح کی سائنسی سرگرمیوں کا فروغ معاشرے کو سائنس و ٹیکنالوجی کے علاوہ دوسرے جدید علوم سے ہمکنار کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جن ممالک میں تعلیمی و تحقیقاتی سرگرمیاں عروج پر ہوتی ہیں۔ انہی سے وابستہ سائنسدانوں کو ہر سال سائنس کے مختلف شعبوں میں ان کی لازوال خدمات کے اعتراف کے طور پر ''نوبیل پرائز'' سے نوازا جاتا ہے اور نوبیل پرائز حاصل کرنے والے بلاشبہ اس ملک کے حقیقی ہیرو ہوا کرتے ہیں۔''

(رپورٹ مطبوعہ ''روزنامہ پاکستان'' مورخہ 2/دسمبر 2002ء صفحہ 4)

تین ڈاکٹروں کی ایک کہانی

یہ ہے عنوان معروف صحافی جناب تنویر قیصر شاہد کے مضمون کا جو روزنامہ پاکستان کی 17 جنوری 2003ء کی اشاعت میں شامل ہے۔ اس تفصیلی مضمون میں صاحب مضمون نے تین فاضل اور نامور شخصیات کی ملک وقوم کے ہاتھوں بے قدری کا رونا رویا ہے۔ ایک ڈاکٹر فضل الرحمٰن، دوسرے ڈاکٹر حمید اللہ اور تیسرے ڈاکٹر عبدالسلام۔ نہایت اختصار سے کام لیتے ہوئے اس طویل مضمون میں سے دو صاحبوں کا کچھ ذکر بیان کیا جاتا ہے۔ پہلے ڈاکٹر حمید اللہ اور دوسرے ڈاکٹر عبدالسلام۔ تنویر قیصر شاہد متذکرہ مضمون میں ڈاکٹر جاوید اقبال (فرزند اقبال) کے حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ کا ذکر کرتے ہیں:

''پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ سے اپنی یادگار ملاقات کا مختصر سا ذکر کرتے ہوئے جاوید اقبال نے اپنی سوانح عمری میں لکھا: ''میں فرانس میں پاکستانی سفارت خانہ کی وساطت سے پروفیسر حمید اللہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ وہ ایک نہایت ہی چھوٹے سے کمرے میں مقیم تھے۔ میں نے انہیں بھی جنرل ایوب خان کا پیغام پہنچایا، لیکن انہوں نے پاکستان آنے سے صاف انکار کر دیا۔ فرمایا: ''میں جب حیدر آباد (دکن) سے نکلا تو پہلے پاکستان ہی آیا تھا مگر پاکستان کی یونیورسٹیوں کے باسیوں نے مجھے آباد ہونے نہیں دیا۔ میرے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا گیا جیسا ڈاکٹر عبدالسلام سے کیا گیا تھا۔''

یہودی تو قبول ہے.....

اس کے بعد صاحب مضمون تنویر قیصر شاہد تحریر کرتے ہیں:

''ہم نے ڈاکٹر عبدالسلام سے کیا سلوک کیا؟ کیا ان کے عالم۔ اور علامہ ہونے میں کسی کو کوئی شک اور شبہ تھا؟ انہیں فزکس کا نوبیل انعام ملا تو وہ خوشی خوشی پاکستان آئے اور اس جامعہ میں لیکچر دینا بخوشی قبول کیا جہاں وہ ایک زمانے میں استاد رہتے تھے۔ میں پنجاب یونیورسٹی کے اس جلسے میں موجود تھا جہاں ڈاکٹر عبدالسلام نے لیکچر دینا تھا..... لیکن ان کی علمی

گفتگو سننا بوجوہ گوارا نہ کیا گیا، الٹا یونیورسٹی کی ایک طلباء تنظیم نے ان پر کرسیاں چلا دیں اور جلسہ درہم برہم کر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کا قصور یہ تھا کہ وہ قادیانی تھے.....لیکن حیرانی کی بات ہے کہ کئی برس بعد، گزشتہ سال جب امریکہ کا ایک یہودی دانشور نوم چامسکی لیکچر دینے کے لئے لاہور آیا تو لاہور کے لوگ اتنی تعداد میں اسے سننے کے لئے آئے کہ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ پاکستان کی جس اشرافیہ نے نوم چامسکی کو مدعو کیا تھا، ان کی وجہ سے نہ اس پر کرسیاں چلائیں اور نہ کسی نے اس کا لیکچر سننے سے انکار کیا۔ کیا نوم چامسکی کا لیکچر سننے والے اس کے خلاف اس لئے احتجاج نہ کر سکے کہ امریکہ کا خوف پیش نگاہ تھا یا اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ غیروں کو سیلوٹ مارنا اور اپنوں کو دشنام اور گالی دینا ہمارا کلچر بن گیا ہے؟ یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ وطن عزیز کے محکمہ ڈاک نے ڈاکٹر عبدالسلام کی تصویر کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا تو ایک معروف دینی جماعت نے اس کی شدت سے مخالفت کی لیکن خیریت گزری کہ پورے ملک اور محکمے پر کفر کا فتویٰ صادر نہ کیا گیا۔''

بے انصافی و بے قدری کا نتیجہ کیا نکلا

اپنے مضمون کے آخری حصہ میں تنویر قیصر شاہد اہل وطن وارباب اختیار کو پتے کی بات بتاتے ہیں:

''ہمیں اپنے نظریات اور اعتقادات سے گہری وابستگی کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ اپنے بعض رویوں پر نظر ثانی کرنا ہوگی، اپنے اہل علم و دانش کو احترام دینا ہوگا۔ اگر ہم ان باتوں کا عملی ثبوت فراہم نہ کر سکے تو ہمارا Brain Drain ہوتا رہے گا، وطن عزیز کو رفعتوں اور عظمتوں سے روشناس کرانے والے ذہین لوگ ملک سے بھاگتے رہیں گے۔ اور ہاں اس مصدقہ خبر کو بھی پیش نگاہ رکھنا چاہئے کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران پاکستان کے 26 سینئر سائنسدان ملک سے ہجرت کر کے غیر ممالک میں رہائش اختیار کر چکے ہیں۔''

(مضمون مطبوعہ 'روزنامہ پاکستان' مورخہ 17 جنوری 2003ء)

صاحبزادہ فاروق علی اپنے مضمون ''ایٹمی پروگرام کی کہانی'' مطبوعہ 'نوائے وقت' میں یہ حقیقت قلمبند کرتے ہیں:۔

''ایٹمی پروگرام کے اجراء، تیاری اور تکمیل کے کچھ حالات میرے ذاتی علم میں ہیں جو کہ ناقابل تردید ہیں۔ جن سے عوام بے خبر اور لاعلم ہے۔ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تاریخ مسخ نہیں ہونی چاہئے اور ابتدائی دور کو مدنظر رکھ کر لائحہ عمل تیار کیا جائے۔''

صاحبزادہ فاروق علی آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

''1972ء 14/15 جنوری کو بھٹو مرحوم کا ٹیلیفون آیا کہ انہوں نے 19/20 جنوری کو ملتان کا دورہ رکھا ہے۔ ان سے ورکر میٹنگ کا خطاب ایم۔ این۔ اے، ایم۔ پی۔ اے اور دیگر وفود کی ملاقاتوں کے اوقات مقرر کئے جائیں اور کہا کہ انہوں نے کچھ خفیہ کام بھی کرنے ہیں جن کا کسی کو علم نہ ہو۔ حسب الحکم تمام انتظامات مکمل کر دیئے گئے۔ صبح کے وقت میں بھٹو صاحب کے کمرہ میں کئی دفعہ آتا جاتا رہا۔ مجھے ڈاکٹر عبدالسلام بھی وہیں ملے۔ انہوں نے مجھے ایک فائل دی۔ ڈاکٹر صاحب سے میرے اچھے خاصے مراسم تھے۔ جب بھی کبھی ڈاکٹر صاحب ملتان تشریف لاتے تو والد صاحب کے ہمراہ ہمارے گھر ضرور آتے۔ کیونکہ وہ میرے والد صاحب کے بہت مداح تھے۔ دونوں صاحب علم تھے اور موضوع زیادہ تر نیوکلیئر انرجی ہوتا تھا کیونکہ ڈاکٹر صاحب اسی پر ریسرچ کر رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے بتلایا کہ 1961ء میں جب بھٹو صاحب ایوب خان کی کابینہ میں بطور وزیر سائنس اور ٹیکنالوجی تھے۔ انہوں نے جوہری طاقت کے اجراء اور فوائد حاصل کرنے کے لئے متحرک کیا اور صدر ایوب کو سمری بھیج دی۔ صدر ایوب نے منظوری دے دی۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے سوال کیا کہ آپ کی کیا پراگرس (Progress) رہی تو انہوں نے کہا کہ منظوری مل گئی ہے لیکن آج تک حکومت نے اس میں فنڈز مختص نہیں کئے۔ غالباً امریکہ کے کہنے پر اور مجھے کہا کہ میں بھٹو صاحب کو کہوں کہ انہی کا پروگرام اور (Baby) ہے اور اب آپ کی حکومت ہے۔ اسے چالو کریں۔''

(مضمون مطبوعہ 'نوائے وقت' مورخہ 25 فروری 2004ء)

☆.....☆.....☆

پاک وطن

دنیا میں کوئی تجھ سا کہاں بڑھ کے حسیں ہے
تو پاک زمیں پاک زمیں پاک زمیں ہے

دھرتی پہ ہیں کیا خوب یہ قدرت کے نظارے
ہر گام پہ رخشندہ ہیں الفت کے نظارے

صدہا گُل و گلزار سے معمور چمن ہے
یہ جنتِ ارضی ہی مرا پاک وطن ہے

خوشبو سے معطر ہیں سدا اس کی ہوائیں
گُل رنگ ہیں گُل برگ ہیں گُلریز فضائیں

ہر ذرہ مری دھرتی کا پھولوں سے حسیں ہے
ہر قریہ مرے دیس کی عظمت کا امیں ہے

روشن ہیں ترے واسطے مہتاب و مہر بھی
تارے بھی ترے واسطے روشن ہیں قمر بھی

دنیا کے نظاروں میں حسیں تیرا نظارہ
تو پاک وطن پاک وطن پاک ہمارا

طارق بشیر

طارق ماربل سٹور
ماربل کے خوبصورت کتبہ جات اور قبروں کے لئے تیار ماربل رعایتی قیمت پر دستیاب ہے
طالب دعا: طارق احمد
موبائل: 0300-7713393
یادگار چوک ربوہ فون رہائش: 047-6213393

گوندل بینکوئٹ ہال
نہ موسم کی پریشانی نہ مہمانوں کا جھنجھٹ
کھانے اور ریفریشمنٹ کی لاجواب و روائتی لذت کے ساتھ
بالمقابل بیت المبارک مین سرگودھا روڈ ربوہ
ٹینٹ کے اخراجات میں ہال حاصل کریں۔ بکنگ کروائیں فون نمبر: 212758-212265

کوالٹی جیولری میں با اعتماد نام
رحیم جیولرز
گولبازار ریلوے روڈ ربوہ 04524-215045

اعلیٰ معیار کا رائٹنگ پیپر نیوز پرنٹ آفسٹ اور پیکنگ کا کاغذ دستیاب ہے
فالکن ٹریڈنگ کارپوریشن
الفیصل پلازہ۔ بنگالی گلی گنپت روڈ لاہور
فون آفس: 7230801-7210154
Email:omertiss@shoa-net
طالب دعا: ملک منور احمد شکوری، ملک مبشر احمد شکوری

اعلیٰ کوالٹی کے کپڑے اور بہترین سلائی کے لئے
ST سپر ٹیلرز اینڈ سپر فیبرکس
شاپ نمبر 1، بلاک 6بی، سپر مارکیٹ۔ اسلام آباد 44000۔ پاکستان فون آفس: 2877085
فیکس: 92-51-2872856 Email: supertailors@hotmail.com

محمود سویٹ شاپ
بیکری، تل حلوہ، کرن حلوہ، گاجر حلوہ، (دیسی گھی) مکس میسو، مکی لڈو، ڈھوڈا اور حلوہ پوری آرڈر پر بھی تیار کی جاسکتی ہے۔
طالب دعا: ریاض احمد، اعجاز احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 215523

لذیذ کھانوں کا مرکز
پہلے آیئے پہلے پایئے۔ 24 گھنٹے سروس
رشید برادرز ٹینٹ سروس
فون دکان: 211584
گھر: 04524-213034
رشید پکوان سنٹر میں پکی پکائی دیگیں اور بہترین کراکری کے ساتھ مناسب دام ہر طرح کی تقریبات کیلئے جدت سے آراستہ بازار سے بارعایت۔ ایک ہی نام اعتماد کا نیز لائٹنگ وغیرہ اور نئی گاڑیاں بھی کرائے پر دی جاتی ہیں
پروپرائٹر۔ رشید الدین۔ کریم الدین۔ پسران رفیع الدین گولبازار ربوہ

لاہور، کراچی، ڈیفنس لاہور اور گوادر میں
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
عمر اسٹیٹ
Real Estate Consultants
فون 0425301549-50
موبائل: 0300-9488447
ای میل: umerestate@hotmail.com
452.G4 مین بلیوارڈ، جوہر ٹاؤن II لاہور
پروپرائٹر: چوہدری اکبر علی

امپورٹڈ ورائٹی، مدراسی، سنگاپوری، بحرینی، اٹالین بغیر ٹانکے کے دستیاب ہے
مبارک جیولرز
مین بازار ڈسکہ
عابد جیولرز
فون دکان: 04341-613871
رہائش: 612571
موبائل: 0300-6405169
طالب دعا: محمد ابراہیم عابد صراف، انشاء اللہ صراف، بربان احمد خالد

ڈیلرز: فاسفورک ایسڈ، سلفیورک ایسڈ، ہائیڈروکلورک ایسڈ بازار سے بارعایت خریدیں۔ مینوفیکچررز: نائٹرک ایسڈ
وڑائچ کیمیکلز
کچا شیخوپورہ روڈ۔ گوجرانوالہ
فون آفس: 0431-220021
طالب دعا: چوہدری اعجاز احمد وڑائچ۔ چوہدری ندیم احمد وڑائچ

اوکاڑہ کے قدیمی احمدی عینک ساز
عنایت علی سنز آپٹیشنز
طالب دعا: کرنل (ر) ظفر علی نمبر سپتال بازار
چوہدری فاروق احمد 0442-513044 اوکاڑہ

جمال آٹوز طالب دعا: دانش یونس
بااختیار ڈیلر ہنڈا جینوئن پارٹس HONDA
ساکائی جینوئن پارٹس SAKAI
3۔ دی مارکیٹ A-61 میکلوڈ روڈ لاہور 6361620 موبائل 0300-4296307

SUZUKI Powered to drive your ambition
Power Pack
CULTUS
SUNDAY OPEN
FRIDAY CLOSED
● Latest
● Equipment
● Experienced Staff
● 36 Years of Success
● Under supervision of Qualified Engineers
کار لیزنگ کی سہولت موجود ہے!
MINI MOTORS Tel:5712119-5873384
54-Industrial Area, Gulberg III, Lahore

ڈیلرز: L.G، توشیبا، سونی، ڈی وی ڈی، فریج، کینڈی ڈیپ فریزر، ہائی سپیڈ واشنگ مشین، ہیٹر گیس کوکنگ رینج گیزر، ٹی وی ٹرالی الیکٹرانکس کی تمام مصنوعات سستی خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔
انعام الیکٹرونکس
بالمقابل رحیم ہسپتال گوجرخان
فون آفس (0571) 510086-510140
رہائش: 512003
طالب دعا: خواجہ احسان اللہ

Open Land in Acres in Gawader Residential and Industrial Area.
طاہر پراپرٹی سنٹر
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
پروپرائٹر۔ منیر احمد
فون دکان: 215378-215634 گھر: 212647
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 دارالرحمت شرقی جدید مارکیٹ ربوہ

الفضل اسٹیٹ
گوادر میں مکمل اعتماد کے ساتھ سرمایہ کاری کا بھرپور موقع
گوادر
لاہور
ہیڈ آفس کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ۔ لاہور 042-5156244-5124803
چیف: ایگزیکٹو۔ ناصر احمد 0300-4026760
کراچی برانچ آفس
آفس نمبر 2 فلک ناز بزنس پلازہ بل جناح ٹرمینل مین شاہراہ فیصل کراچی 0301-4433289
گوادر
ایئرپورٹ روڈ نزد مدرسہ قاسمیہ گوادر 0300-4597308

احمد اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
لاہور شہر میں واقع تمام سوسائٹیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
رابطہ: 30 فرسٹ فلور 2-25E مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
پروپرائٹر: ندیم احمد۔ موبائل 0333-4315502
042-5188844

جدید اور فینسی مدراسی، اٹالین، سنگاپوری اور ڈائمنڈ کی ورائٹی کے لئے تشریف لائیں۔
فائن آرٹ جیولرز بازار شہیداں سیالکوٹ
فون دکان: 0432-588452 پروپرائٹر: سفیر احمد
فون رہائش: 0432-586297 موبائل: 0300-9613257
E-mail:fineart_jewelers@hotmail.com
الفضل جیولرز صرافہ بازار سیالکوٹ
پروپرائٹر عبدالستار فون دکان 0432-592316
فون رہائش: 292793 موبائل: 0300-9613255
Email:alfazal@skt.comsats.net.pk

ہر لحاظ سے قابل اعتماد مختلف رنگوں میں دستیاب
سونی سائیکل
اور دیگر سپیئر پارٹس مارکیٹ سے دستیاب ہیں
5 سال کی گارنٹی
بچوں کے لئے خوبصورت سائیکل
پاکستانی مصنوعات خریدیئے
پاکستانی بنیے
بین الاقوامی معیار کے ساتھ
تیار کردہ: سونی سائیکل انڈسٹریز، لاہور
فون: 7142610 7142613 7142623
فیکس: 7142093

دستور ساز اسمبلی سے قائداعظم کا تاریخی خطاب 11/اگست 1947ء

خواتین وحضرات! میں خلوص دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنا پہلا صدر منتخب کرکے مجھے وہ عظیم ترین اعزاز عطا کیا ہے جو اس مقتدر اسمبلی کے لئے ممکن تھا۔ میں ان رہنماؤں کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے میری خدمات کو سراہتے ہوئے (اچھے الفاظ میں) میرا ذکر کیا ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ کی مدد اور تعاون سے ہم اس دستور ساز اسمبلی کو دنیا کے لئے ایک مثال بنادیں گے۔ دستور ساز اسمبلی کے دو اہم فرائض ہیں۔ پہلا کام بہت کٹھن اور ذمہ داری کا ہے یعنی پاکستان کا دستور وضع کرنا اور دوسرا فریضہ پاکستان کی وفاقی مقنّنہ کے طور پر ایک خودمختار اور مکمل ادارے کی حیثیت سے کام کرنا۔ نیز ہمیں جلد سے جلد کوشش کرنا ہے کہ ہم پاکستان کی وفاقی مقنّنہ کے لئے ایک عارضی دستور اپنالیں۔ آپ جانتے ہیں کہ دراصل نہ صرف ہم بلکہ ساری دنیا اس بے مثال انقلاب پر حیران ہے جس نے اس برصغیر میں دو آزاد اور خودمختار مملکتوں کو جنم دیا۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس عظیم برصغیر میں جس میں ہر قسم کے لوگ بستے ہیں ایک ایسے منصوبے کی تکمیل کی گئی ہے جو زبردست انوکھا اور بے مثال ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے یہ کام پرامن طریقے پر اور ایک عظیم اور منفرد انقلاب کے ذریعے انجام دیا ہے۔

اس اسمبلی کے اولین مرحلے میں میرے ذہن میں پہلے سے سوچی سمجھی باتیں تو نہیں ہیں البتہ جس طرح وہ ذہن میں آتی جائیں گی میں کہتا جاؤں گا۔ پہلی اور سب سے اہم بات جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اب آپ ایک خود مختار قانون ساز ادارہ ہیں جس کو سارے اختیارات حاصل ہیں۔ لہٰذا اب آپ پر یہ اہم ذمہ داری آن پڑی ہے کہ آپ اپنے فیصلے کس طرح کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ کسی حکومت کا پہلا فرض امن و امان قائم کرنا ہے تاکہ ریاست اپنی رعایا کی جان، مال اور مذہبی عقیدے کی مکمل حفاظت کر سکے۔

دوسری بات جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ **ہمارا خطہ جن بڑی لعنتوں میں گرفتار ہے وہ ہیں رشوت ستانی اور بدعنوانی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دوسرے ملک اس سے پاک ہیں البتہ ہمارا حال بہت ہی ابتر ہے۔** یہ سچ مچ ایک زہر ہے جس کا ہمیں خاتمہ کرنا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس مقصد کے لئے یہ اسمبلی جلد ہی مناسب قانون بنائے گی۔

ایک دوسری لعنت چور بازاری ہے۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ چور بازاری کرنے والے اکثر پکڑے بھی جاتے ہیں لیکن انہیں ہمارے عدالتی نظام کے مطابق معمولی سزائیں سنائی جاتی ہیں اور بعض مرتبہ تو صرف جرمانے کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس تشویش ناک حالت میں جبکہ ہمیں مستقل طور پر خوراک اور زندگی کی اہم اشیاء کی قلت کا سامنا ہے آپ کو اس عفریت سے نبردآزما ہونا ہی پڑے گا کیونکہ ہمارے آج کے کربناک حالات میں یہ سماج کے خلاف بدترین جرم ہے۔ جو شخص چور بازاری میں ملوث ہے وہ میری نظر میں انتہائی گھناؤنے جرم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یہ چور بازاری کریں تو انہیں سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے کیونکہ اس طرح وہ خوراک اور ضروری اشیاء پر کنٹرول اور ان کی باقاعدہ ترسیل کے پورے نظام کو تباہ اور فاقہ کشی، احتیاج اور حتیٰ کہ موت کے اسباب پیدا کر دیتے ہیں۔

اگلی بات جو میرے ذہن میں آرہی ہے وہ ہے اقربا پروری اور ذاتی فائدے کے لئے سرکاری ذرائع کا ناجائز استعمال۔ یہ چیز بھی ہمیں ترکے میں ملی ہے۔ اچھی اور بری چیزوں کے ساتھ یہ شر بھی ہم تک پہنچ گیا ہے۔ اس شر کو بے رحمی سے کچلنا ضروری ہے۔ میں صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ **میں بددیانتی، اقربا پروری یا سفارش کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ مجھے جہاں بھی یہ پتہ لگے گا کہ یہ دھندا چل رہا ہے چاہے اس میں چھوٹے لوگ ملوث ہوں یا بڑے۔ میں اس کا ہرگز روادار نہیں ہوں گا۔**

میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ ہندوستان کی تقسیم اور پنجاب اور بنگال کے بٹوارے سے متفق نہیں۔ اس تقسیم کے خلاف کافی کچھ کہا گیا ہے لیکن اب جب کہ اسے منظور کرلیا گیا ہے ہم سب کا فرض ہے کہ نیک نیتی سے اس کی پابندی کریں اور اس سمجھوتے پر باوقار طریقے سے عمل کریں جواب حتمی ہے اور ہم اس کے پابند ہو گئے ہیں۔ لیکن میری یہ بات آپ کو یاد رکھنی چاہئے کہ یہ عظیم انقلاب جو ظہور میں آیا ہے اس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔ جہاں کہیں ایک فرقہ اکثریت میں اور دوسرا اقلیت میں ہو ان کے درمیان احساسات ہر کوئی بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے کیا اس سے مختلف عمل ممکن تھا۔ تقسیم بہرحال ناگزیر تھی۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں کچھ ایسے لوگ موجود ہوں گے جنہیں اس سے اتفاق نہیں ہوگا اور وہ اس پر خوش نہیں ہوں گے لیکن میری دانست میں اس کا اور کوئی حل نہیں تھا اور مجھے یقین ہے کہ تاریخ کا فیصلہ بھی اسی کے حق میں ہوگا۔ مزید برآں وقت گزرنے کے ساتھ تجربہ بتائے گا کہ ہندوستان کے آئینی مسائل کا یہی ایک حل تھا۔ ایک متحدہ ہندوستان کا کوئی تصور بھی قابل عمل نہ ہوتا اور میری دانست میں یہ ہمیں تباہی کی جانب لے جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو۔ اس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ بہرحال اس تقسیم میں دونوں مملکتوں میں اقلیتوں کی موجودگی کے سوال سے کسی طرح پہلوتہی نہیں کی جاسکتی سوال یہ ہے اب ہمیں کرنا کیا ہوگا؟ اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوشیوں سے بھرپور اور خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہماری پوری توجہ عوام الناس اور غریبوں کی بہبود پر ہونی چاہئے۔ اگر آپ ماضی کو فراموش کرتے ہوئے باہمی تعاون سے کام کریں تو ضرور کامیاب ہوں گے۔ جو کچھ ہوا اسے بھول کر اگر آپ ایک دوسرے کے ساتھ اس جذبے سے کام کریں کہ **آپ میں سے ہر فرد چاہے وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو، چاہے ماضی میں اس کے تعلقات آپ کے ساتھ کیسے ہی کیوں نہ رہے ہوں، چاہے اس کا رنگ، ذات پات اور عقیدہ کچھ بھی ہو، وہ اپنے تمام حقوق اور ذمہ داریوں کے ساتھ اول و آخر اس ملک کا شہری ہے** تو آپ ترقی کی انتہاؤں کو چھو سکتے ہیں۔

میں اس نکتے پر جتنا بھی زور دوں کم ہے۔ ہمیں اسی جذبے کے تحت کام کرنا چاہئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اکثریتی اور اقلیتی فرقوں، یعنی ہندو مسلم کی تفریق، اور مسلمانوں کے اندر پٹھان، پنجابی، شیعہ، سنی وغیرہ اور ہندوؤں میں برہمن، ویش، کھتری اور بنگالی، مدراسی وغیرہ کے باہمی اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو ہندوستان کی آزادی میں یہی سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو ہم کبھی کے آزاد ہو چکے ہوتے۔ کوئی طاقت کسی دوسرے ملک کو اور خاص طور پر چالیس کروڑ انسانوں کو اپنا غلام بنا کر نہیں رکھ سکتی۔ یہ تفریق نہ ہوتی تو کوئی آپ پر غالب نہیں آسکتا تھا اور اگر یہ سانحہ رونما ہو بھی جاتا تب بھی آپ کو دیر تک غلام بنائے رکھنا ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا ہم کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے۔ **آپ اس ریاست پاکستان میں آزاد ہیں۔ چاہیں تو اپنے مندر میں جائیں تو مسجد میں یا کسی اور عبادت گاہ میں جہاں آپ کی مرضی ہو جاسکتے ہیں۔ آپ کا واسطہ کسی مذہب کسی بھی ذات اور کسی بھی عقیدے سے ہو امور مملکت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔** جیسا کہ آپ جانتے ہوں گے اور تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ جن حالات میں اس وقت ہندوستان گزر رہا ہے اس سے کہیں زیادہ برے حالات کچھ عرصہ پہلے انگلستان میں تھے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے کو ایذائیں دے رہے تھے اور اب بھی ایسے ملک موجود ہیں جہاں ایک مخصوص طبقے کے خلاف امتیاز برتا جاتا اور ان پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس دور میں نہیں بلکہ ایسے عہد میں اپنے سفر کا آغاز کر رہے ہیں جہاں مختلف فرقوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا اور کسی ذات یا عقیدے کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں برتا جاتا۔ ہم اس بنیادی اصول سے اپنی ابتداء کر رہے ہیں کہ **ہم سب ایک ہی ملک کے باشندے اور آپس میں برابر کے شہری ہیں۔** انگلستان کے لوگوں کو وقت گزرنے کے ساتھ حالات کے حقائق کا احساس ہوا اور ان کی حکومت نے جو ذمہ داریاں انہیں سونپی تھیں اور جو بوجھ ان پر ڈالا تھا انہیں پورا کرنے میں وہ سرخرو ہوئے۔ آج آپ پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی رومن کیتھولک ہے اور نہ کوئی پروٹسٹنٹ۔ اگر کوئی ہے تو بس یہ کہ ہر شخص برطانیہ کا باشندہ ہے اور برابر کا شہری ہے وہ سب ایک ہی قوم کے فرد ہیں۔

میرے خیال میں ہمیں اس بات کو نصب العین کے طور پر سامنے رکھنا چاہئے اور آپ دیکھیں گے کہ وقت کے ساتھ ساتھ نہ تو ہندو، ہندو رہیں گے اور نہ مسلمان، مسلمان (مذہبی اعتبار سے نہیں، کیونکہ ہر شخص کا عقیدہ اس کا ذاتی معاملہ ہے) بلکہ سیاسی طور پر ایک ہی ملک کے ہم رتبہ باشندے ہونے کی حیثیت سے۔

اچھا حاضرین میں آپ کا مزید وقت لینا نہیں چاہتا۔ جو اعزاز آپ نے مجھے بخشا ہے اس کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انصاف اور غیر جانبداری کے اصول ہمیشہ میرے رہنما رہیں گے۔ سیاسی زبان میں یوں کہئے کہ میں کسی ذاتی عناد یا تعصب یا دوسرے الفاظ میں کسی پاسداری یا ذاتی پسند، ناپسند کے بغیر کام کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی امداد اور تعاون سے میں پاکستان کو دنیا کے عظیم ترین ملکوں کی صف میں کھڑا دیکھ سکوں گا۔

(جناح پیپرز جلد 4 مرتبہ ڈاکٹر زوار حسین زیدی نیشنل آرکائیوز)

پاکستان میں اقتدار اور تبدیلیوں کی تفصیل

حکمران	عہدہ	عرصہ اقتدار	انجام
قائداعظم محمد علی جناح	گورنر جنرل	14/اگست 1947ء تا 11 ستمبر 1948ء	وفات پاگئے
لیاقت علی خان	وزیراعظم	14/اگست 47ء تا 16/اکتوبر 51ء	قتل کردیئے گئے
خواجہ ناظم الدین	گورنر جنرل	11 ستمبر 48ء تا 17/اکتوبر 51ء	برطرف کردیے گئے
ملک غلام محمد	گورنر جنرل	17/اکتوبر 51ء تا 6/اگست 55ء	برطرف کردیے گئے
خواجہ ناظم الدین	وزیراعظم	19/اکتوبر 51ء تا 17/اپریل 53ء	برطرف کردیے گئے
محمد علی بوگرہ	وزیراعظم	17/اپریل 53ء تا 11/اگست 55ء	مستعفی ہوگئے
میجر جنرل سکندر مرزا	گورنر جنرل۔صدر	7/اگست 55ء تا 26/اکتوبر 58ء	برطرف کردیے گئے
چوہدری محمد علی	وزیراعظم	11/اگست 55ء تا 12 ستمبر 56ء	مستعفی ہوگئے
حسین شہید سہروردی	وزیراعظم	12 ستمبر 56ء تا 18/اکتوبر 57ء	مستعفی ہوگئے
آئی آئی چندریگر	وزیراعظم	18/اکتوبر 57ء تا 16 دسمبر 57ء	مستعفی ہوگئے
فیروز خان نون	وزیراعظم	18 دسمبر 57ء تا 27/اکتوبر 58ء	برطرف کردیے گئے
ایوب خان	چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر۔صدر	7/اکتوبر 58ء تا 24 مارچ 69ء	مستعفی ہوگئے
یحییٰ خان	چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر۔صدر	25 مارچ 69ء تا 20 دسمبر 71ء	مستعفی ہوگئے
نورالامین	وزیراعظم	17 دسمبر 71ء تا 20 دسمبر 71ء	مستعفی ہوگئے
ذوالفقار علی بھٹو	چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر۔صدر۔وزیراعظم	21 دسمبر 71ء تا 4 جولائی 77ء	برطرف کردیے گئے
فضل الٰہی چوہدری	صدر	14/اگست 73ء تا 16 ستمبر 78ء	ریٹائر ہوگئے
ضیاء الحق	چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر۔صدر	5 جولائی 77ء تا 17/اگست 88ء	حادثے میں جاں بحق
محمد خان جونیجو	وزیراعظم	23 مارچ 85ء تا 29 مئی 88ء	برطرف کردیے گئے
غلام اسحٰق خان	صدر	17/اگست 88ء تا 17 جولائی 93ء	مستعفی ہوگئے
بینظیر بھٹو	وزیراعظم	2 دسمبر 88ء تا 6/اگست 90ء	برطرف کردی گئیں
غلام مصطفیٰ جتوئی	نگران وزیراعظم	6/اگست 90ء تا 6 نومبر 90ء	مستعفی ہوگئے
محمد نواز شریف	وزیراعظم	6 نومبر 90ء تا 18/اپریل 93ء	برطرف کردیے گئے
بلخ شیر مزاری	نگران وزیراعظم	18/اپریل 93ء تا 26 مئی 93ء	مستعفی ہوگئے
محمد نواز شریف	وزیراعظم	26 مئی 93ء تا 18 جولائی 93ء	برطرف کردیے گئے
معین قریشی	نگران وزیراعظم	18 جولائی 91ء تا 19/اکتوبر 93ء	مستعفی ہوگئے
فاروق احمد خان لغاری	صدر	13 دسمبر 93ء تا 2 دسمبر 97ء	مستعفی ہوگئے
بینظیر بھٹو	وزیراعظم	19/اکتوبر 93ء تا 5 نومبر 96ء	برطرف کردی گئیں
ملک معراج خالد	نگران وزیراعظم	6 نومبر 96ء تا 17 فروری 97ء	مستعفی ہوگئے
محمد نواز شریف	وزیراعظم	17 فروری 97ء تا 12/اکتوبر 99ء	برطرف کردیے گئے
رفیق تارڑ	صدر	یکم جنوری 98ء تا 20 جنوری 2001ء	برطرف کردیے گئے
جنرل پرویز مشرف	چیف ایگزیکٹو۔صدر	12/اکتوبر 99ء سے	
میر ظفر اللہ جمالی	وزیراعظم	23 نومبر 2003ء تا 26 جون 2004ء	مستعفی ہوئے
چوہدری شجاعت حسین	وزیراعظم	30 جون 2004ء تا 25/اگست 2004ء	مستعفی ہوئے
شوکت عزیز	وزیراعظم	28/اگست 2004ء سے	

پاکستان کی مختلف زبانیں

پاکستان میں 50 سے زیادہ مقامی زبانیں بولی جاتی ہیں پاکستان کی قومی زبان اردو ہے جو ہر جگہ سمجھی اور بولی جاتی ہے پاکستان کے چاروں صوبوں کی سطح پر چار زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں سندھی پنجابی بلوچی اور پشتو شامل ہیں علاقائی سطح پر بولی جانے والی زبانوں میں سے چند زبانیں یہ ہیں۔

زبان	جہاں بولی جاتی ہے
سرائیکی	ملتان، بہاول پور
پوٹھوہاری	راولپنڈی ڈویژن
گجراتی	کراچی، حیدرآباد
ہندکو	ہزارہ ڈویژن
فارسی	جنوبی بلوچستان
مکرانی	وادی مکران
کشمیری	آزاد جموں وکشمیر
الہ آبادی	
حیدرآبادی	کراچی
اردو	
دہلوی لکھنوی	
بلتستانی، گلگتی	شمالی علاقہ جات
بروہی	بلوچستان

مرسلہ: رانا محمد اسداللہ صاحب

کراچی سے شمالی علاقہ جات تک پاکستان کے بے شمار پُرفضا مقامات

تاریخی عمارتیں، بل کھاتے دریا، ٹھنڈے چشمے اور بلند و بالا پہاڑ قدرت کے بہترین عطیات ہیں

وطن عزیز تاریخی اور تفریحی مقامات سے بھرپور ہے۔آیئے ان پر ایک نظر ڈالیں۔

کراچی کے نظارے

کراچی جیسے وسیع وعریض شہر کے لوگ ان دھوپ چھاؤں والے مہینوں میں قورمے اور بریانی کی دیگیں لئے سوزوکیوں اور بسوں میں شور مچاتے ساحلی مقامات کی طرف نکل پڑتے ہیں۔ہاکس بے، پیراڈائز پوائنٹ، سی ویو اور کلفٹن جیسی بھرپور تفریح گاہوں میں تل دھرنے کو جگہ نہیں بچتی۔ اللہ دین پارک اور ہل پارک کے جھولے بچوں سے کھچا کھچ بھرے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ ہوٹلنگ کے کاروبار بھی عروج پر ہوتا ہے۔سر شام فٹ پاتھوں پر میز کرسیاں لگ جاتی ہیں اور سمندر کی نمکین ہواؤں میں مزے دار کھانوں کی خوشبو گھل مل جاتی ہے۔بہت سے لوگ اپنے آبائی گاؤں گوٹھوں کا بھی رخ کرتے ہیں جہاں وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ کچھ روز گزارتے ہیں۔

کوئٹہ ٹور

سندھ میں رہنے والے بالخصوص کراچی کے لوگوں کے لئے آسان ترین اور کم خرچ ٹور کوئٹہ، زیارت کا ہے جہاں تین چار سو روپے کرائے کے عوض ایئر کنڈیشنڈ بس میں بآسانی پہنچا جاسکتا ہے۔مگر اس سفر کے لئے ریل کا انتخاب بہترین فیصلہ ہوگا۔شام کے وقت چلنے والی بلوچستان ایکسپریس دوسرے دن صبح کوئٹہ کے دھلے دھلائے شفاف سٹیشن پر آٹھہرتی ہے۔راستے میں آنے والی سرنگوں کا جادوئی سفر بچوں کو بے انتہا خوشی دیتا ہے۔کوئلے کی ریل بار بار سرنگوں میں اس طرح جاتی ہے جیسے سوئی کپڑے میں گم ہو کر نکلتی ہے۔مختلف سٹیشنوں پر رکنے کے دوران کئی چیزیں کھائی جاسکتی ہیں۔ پیاس لگے تو جنگ شاہی کی گاڑھی لسی پیو یا سکھر میں میٹھا حلوہ کھاؤ، کبھی سبی میں گاڑی رکتے ہی اپنا سر پانی کے نلکے کے نیچے رکھ دو، کبھی کول پور کے پلیٹ فارم پر اگے ہوئے پھولوں کا گلدستہ بناؤ۔اسی طرح کوئٹہ پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں جناح روڈ اور لیاقت بازار میں متعدد ہوٹل چشم براہ رہتے ہیں۔ یہاں کے مشہور ومعروف بازاروں میں کپڑا اور الیکٹرونک سامان کی بھرمار رہتی ہے۔ جہاں جی بھر کر خریداری کی جاسکتی ہے۔کوئٹہ میں ایک دن ٹھہر کر ہنہ جھیل اور اڑک وادی کی سیر بھی کی جاسکتی ہے۔ دوسرے دن صرف تین گھنٹے کی مسافت کے بعد زیارت کا ٹھنڈا ٹھار مقام ساری تھکن مٹا دیتا ہے۔قائداعظم کا یہ محبوب شہر انتہائی پُرسکون ہے۔ یہاں ٹریفک کی چیخ و پکار ہے نہ بازار کا شور، ہر طرف صنوبر کے قدیم درخت سر پر چھاؤں کئے رہتے ہیں۔ یہ بارہ سال میں صرف ایک انچ بڑھتے ہیں اور یہاں بعض درخت آٹھ ہزار سال سے بھی پرانے ہیں۔ یہاں بھی مختلف ریسٹ ہاؤسز اور ہوٹل کھل چکے ہیں۔ان چھٹیوں میں یہاں رش بڑھ جاتا ہے، بہتر ہے پہلے سے بکنگ کرلی جائے۔ زیارت کا موسم دن رات ٹھنڈا رہتا ہے۔ جون جولائی میں بارش ہو جائے تو سوئیٹر یا گرم کپڑوں کے بغیر آپ باہر نہیں آسکتے۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر قائداعظم ریذیڈنسی کی پُرشکوہ عمارت واقع ہے۔ جہاں قائداعظم نے اپنے آخری ایام بسر کئے تھے۔لکڑی کی اس عمارت میں داخل ہوتے ہی ایک عجیب قسم کی طمانیت محسوس ہوتی ہے۔اس کے باہر بہت بڑے باغ میں چاروں طرف صنوبر، چنار کے اونچے درخت پہرہ دیتے رہتے ہیں۔آبادی سے صرف آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر فرواری بابا کا مزار ہے جس کے باعث اس علاقے کا نام زیارت پڑا۔غرض یہاں صنوبر کے جنگلات، سرد اور دلکش موسم میں بہترین چھٹیاں گزاری جاسکتی ہیں۔

لاہور کی سیر

پہاڑی راستوں سے خوف کھانے والے اپنے شہروں میں ہی چھٹیاں گزارنا پسند کرتے ہیں۔ لاہور بھی ان میں سے ایک ہے جہاں بے شمار جگہیں دیکھ کر وقت گزرنے کا احساس نہیں رہتا۔ یہاں پرانے قلعے، مساجد، باغات اور دیگر تاریخی مقامات پر دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ شاہی قلعہ میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے سینکڑوں سیاح گھومتے نظر آتے ہیں۔وہ اپنے جدید کیمروں سے اس قلعے کے چپے چپے کو قید کرلیتے ہیں۔ مغلوں کے اس لاڈلے شہر میں قدیم یادگاریں انتہائی قابل دید ہیں۔ بادشاہی مسجد میں بھی لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ کچھ ہی فاصلے پر مینار پاکستان نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔اس کے گرد پھیلے باغ میں رونق لگی رہتی ہے۔ مینار کے اوپر جانے کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے۔ لاہور میں واہگہ بارڈر کا نظارہ بھی انتہائی دلچسپ ہے۔شام چار بجے یہاں پاکستان اور بھارت کے محافظ پریڈ کرتے ہیں۔ شائقین کے لئے یہاں انگلوژر بنے ہوئے ہیں۔ دونوں ملکوں کے عوام پُرجوش انداز میں نعرے لگاتے ہیں۔ واپسی میں رات ہوجاتی ہے۔گوال منڈی میں سجی فوڈ سٹریٹ کی رونقیں آنکھیں چکاچوند کردیتی ہیں۔ یہاں کی گہما گہمی دلوں میں خوشی بھر دیتی ہے۔فوڈ سٹریٹ رات کو دلہن کی طرح سج جاتی ہے۔ یہاں بالکونیوں میں رنگین چٹائیاں لگا کر ان میں قمقمے لگا دیتے ہیں۔جس سے ماحول انتہائی روشن ہوجاتا ہے۔ ہر دو قدم کے فاصلے پر دکانیں بنی ہیں جن کے اردگرد میز کرسیاں لگا دی گئی ہیں۔ یہاں آپ ایک ہی جگہ بیٹھ کر کڑاہی گوشت بھی منگا سکتے ہیں اور کٹاکٹ بھی، مکئی کی روٹی بھی اور سرسوں کا ساگ بھی۔ یہ پسند نہ آئے تو ذرا آگے مچھلی فروش کے مسالے دار تلی ہوئی مچھلیاں منہ میں پانی بھر دیتی ہیں۔اس کے قریب بھٹی تکیوں والا بلاوے بھیجنے لگتا ہے۔اس کے علاوہ روایتی کھانے اور آئس کریم بھی ہاتھ بڑھاتے ہی مل جاتے ہیں۔ واپسی میں لوگ سوچتے ہیں جب تک ہم نے لاہور نہیں دیکھا تھا تو شاید پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

مری کا تفریحی مقام

پنجاب کے تفریحی مقامات میں مری کا نام سرفہرست ہے۔ جہاں ملک بھر سے لوگوں کا سیل رواں بہتا چلا آتا ہے۔ اچھی سڑک کی وجہ سے اس پہاڑی مقام پر پہنچنا بہت آسان ہوگیا ہے۔ راولپنڈی کے فیض آباد بس اڈے یا پیرودھائی سے ہر دس منٹ بعد ویگنیں مری مری کی گردان کرتی تیر کی طرح نکلتی چلی جاتی ہیں۔ راول پنڈی سے مری کا کرایہ تیس روپے ہے اور صرف دو گھنٹے کا یہ حسین سفر یادگار بن جاتا ہے۔ راستے میں آنے والی گہری کھائیوں میں بلند و بالا درختوں کے سلسلے پھیلتے جاتے ہیں۔ میدانی علاقوں سے آنے والے گرمی کے مارے لوگ مری کی آمد کے سخت منتظر رہتے ہیں۔ سنی بینک عبور کرتے ہی سرد ہواؤں کے جھونکے احساس دلاتے ہیں کہ ملکہ کوہسار کا نقاب الٹ چکا ہے۔ گرم مہینوں میں مری کے بس اڈے پر چیخ و پکار مچی رہتی ہے۔گرم کوٹ اور سوئٹر میں ملبوس لوگوں کے گروہ در گروہ ہوٹل کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔بس اڈے کے قریب کارٹ روڈ اور آس پاس کے ہوٹل بھی بھرے ملتے ہیں اور ان کے کرائے آسمان سے باتیں کرنے لگتے ہیں۔ مال روڈ کے ہوٹلز میں عموماً وہی لوگ ٹھہرتے ہیں جن کے پاس ضرورت سے زائد رقم ہوتی ہے۔بہتر ہے سستے ہوٹلز کی تلاش جاری رکھی جائے۔ یہاں دن رات لوگوں کا رش رہتا ہے۔بچوں سے بھرے خاندان ہوں یا ہنی مون پر آنے والے جوڑے، مال روڈ پر سبھی مل جاتے ہیں۔ چہچہاتی دکانوں میں سجے شوخ رنگوں کے کپڑے سرد ہواؤں میں پھڑ پھڑاتے رہتے ہیں۔ چرغوں اور تکوں کی مہک بھوک بڑھانے لگتی ہے۔ دھواں دیتی چائے اور کافی کے سٹال دیکھ کر لگتا ہے یہ کسی یورپی ملک کی سٹریٹ ہے۔صبح کے وقت عموماً لوگ نیو مری، پتریاٹہ کا رخ کرتے ہیں۔ اس جگہ جانے کے لئے گروپ کی شکل میں آنے والے لوگ پانچ سو روپے میں سوزوکی بک کرا سکتے ہیں یا پھر عام گاڑیاں فی سواری 25 روپے لیتی ہے۔ یہاں چیئر لفٹ کی تنصیب کے باعث رش میں بے انتہا اضافہ ہوگیا ہے۔بعض اوقات دو تین گھنٹے قطار میں لگ کر ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے جس کی قیمت ہر سال بڑھتی جارہی ہے۔چیئر لفٹ اور کیبل کار کے ذریعے ہم پنجاب کے بلند ترین مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں پتھریلے فرش پر رنگ برنگے ریستوران کھلے ہیں جہاں کھانے پینے کی اشیاء آسانی سے مل جاتی ہیں۔ یہاں احتیاط کے طور پر برساتی یا گرم کپڑے ضرور رکھنے چاہئیں۔ خدانخواستہ بارش ہوجائے جو عموماً ہوتی ہے تو واپسی کا سفر ذرا ٹھہر کر کیا جائے۔اس مقام سے دلکش نظارے دیکھ کر آنے والے لوگ کھو سے جاتے ہیں۔میلوں پھیلے سرسبز جنگلات کی خوشبو مہکتی رہتی ہے۔ ذرا ہی دیر بعد بادل یہ سارا منظر چھپا لیتا ہے۔

فورٹ منرو

یہاں پنجاب کے ایک اور ہل سٹیشن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جو بیشتر لوگوں کی نگاہوں میں اب تک پوشیدہ ہے۔اس کا نام فورٹ منرو ہے جو جنوبی پنجاب کے آخری سرے پر واقع ہے۔ملتان کے مزارات کے نظارہ کے بعد اگر ہم ڈیرہ غازی خان پہنچیں تو یہاں سے کئی ویگنیں تخت سرور کے راستے فورٹ منرو پہنچاتی ہیں۔تین گھنٹے کا یہ پہاڑی سفر بے انتہا پرکشش ہے۔ اس دوران یوں محسوس ہوگا جیسے ہم شمال کی کسی دور افتادہ وادی کا رخ کررہے ہوں۔ وہی گھاٹیاں، وہ پیچ در پیچ موڑ، یوٹرن لیتے اندھے راستے اور کھوکھلے پتھروں کی بارش۔فورٹ منرو پہنچتے ہی دنگ رہ جاتے ہیں۔اس وسیع وعریض پھیلی ہوئی بلند و بالا وادی میں سرسبز چراگاہیں بھی ہیں اور جھیلیں بھی، حسین تالاب بھی اور گھنے جنگلات بھی، سات ہزار فٹ سے زائد بلند ہونے کے باعث یہاں جون جولائی میں بھی ٹھنڈی ہوائیں کپکپانے لگتی ہیں۔ شام کے وقت آڑے ترچھے راستوں پر چہل قدمی کرنا ایک عجیب لطف دیتا ہے۔ یہاں کم آبادی اور جدید سہولیات کی کمی کے باعث ہر طرف خاموشی کا راج ہے۔تنہائی پسند اور الگ تھلگ رہنے والوں کے لئے آئیڈیل مقام ہے۔

کلر کہار

لاہور سے اسلام آباد جاتے موٹروے کے راستے کلر کہار کا دلکش مقام قدم روک لیتا ہے۔ چاروں طرف ہریالی سے گھرا یہ علاقہ سیاحوں کی جنت ہے۔ چکوال سے 18 میل کے فاصلے پر چار ہزار فٹ بلندی آجاتی ہے۔ یہاں اردگرد سے آئے ہوئے لوگ خاص طور پر پکنک منانے آتے ہیں۔ کبھی کبھی فلموں کی شوٹنگ دیکھنے کو بھی مل جاتی ہے۔ سرخی مائل ٹیلوں میں آبشار پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ بارشوں میں یہ علاقہ حسین ترین روپ دھار لیتا ہے۔ بابر کا بنایا ہوا باغ صفا نگاہوں میں روشنی بھر دیتا ہے۔ آڑو اور خوبانی کے درختوں کے باعث یہاں کی فضا مہکی مہکی رہتی ہے۔ تخت بابری کے مقام پر جھیل کا نظارہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ ٹورازم ہوٹل میں رہائش کے لئے کمرے مل سکتے ہیں۔

سون سکیسر

کلر کہار سے آگے کوہستان نمک کی بلند ترین چوٹی پر واقع سون سکیسر کا حسین ترین علاقہ چھٹیاں گزارنے کا بہترین مقام ہے۔ کلر کہار کے دوسری طرف وادی سون پہنچا جاسکتا ہے۔ یہاں تک پہنچنے کے لئے خوشاب سے بھی گاڑیاں نکلتی ہیں۔ سبزے سے ڈھکی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں عبور کرتے ہی یہاں کے خوش اخلاق لوگ آپ کا والہانہ استقبال کریں گے۔ یہاں بھی رہائش کے لئے ریسٹ ہاؤس بآسانی مل جاتے ہیں۔ پاکستان کے قدیم دور کے شواہد وادی سون سے ملے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق وادی سون پانی سے باہر آنے والی پہلی خشکی ہے۔ یہاں گزارے ہوئے لمحات انتہائی یادگار ہیں۔ قدم قدم پر بکھرے عجائبات دم بخود کر دیتے ہیں۔ بدھ مجسموں کے آثار دیکھ کر یقین آتا ہے کہ یہ علاقہ انتہائی قدیم تہذیب کا مرکز تھا جبکہ جگہ جگہ پہاڑوں سے پھوٹتے جھرنے مترنم گھنٹیاں بجانے لگتے ہیں۔ یہاں سیر وتفریح کے لئے اچھالی اور کھیچی نامی جھیلیں بھی ہیں جہاں فوٹوگرافی کی جاسکتی ہے۔ جھیل کے پار ایک تاریخی گاؤں تھرمنڈ واقع ہے جہاں سلطان محمود غزنویؒ نے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ قیام کیا تھا۔ جنوب میں ہندو راجاؤں کے محلات ہیں جو ہزار سال قبل تعمیر کئے گئے۔ آثار قدیمہ کی غفلت کے باعث یہ محلات تباہ ہورہے ہیں۔ ان مہینوں میں یہاں آسمان پر قوس قزح کے دلکش رنگ بکھر جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر واپسی کا دل نہیں چاہتا۔

ایبٹ آباد اور مانسہرہ

رنگ برنگی وادیوں، شفاف جھیلوں اور برف پوش پہاڑوں کا مسکن کاغان کا علاقہ سب سے فیورٹ مانا جاتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت سڑک بن جانے کے باعث کاغان کا رخ کرتی ہے۔ عام ٹرانسپورٹ کے علاوہ لوگ اپنی کاروں اور موٹر سائیکلوں سے بھی بآسانی یہاں پہنچ جاتے ہیں۔ کاغان کے لئے پہلا پڑاؤ ایبٹ آباد کے صاف ستھرے شہر میں کرنا پڑتا ہے۔ یہاں فوارہ چوک کے پاس اچھی رہائش مل جاتی ہے۔ اگر یہاں ایک دو روز گزارے جائیں تو سودا مہنگا نہیں۔ یہاں تفریح کے لئے شملہ پہاڑ، ہرنو آبشار اور الیاسی مسجد کا علاقہ آنکھوں میں نور بھر دیتا ہے۔ نتھیا گلی سے آتی ٹھنڈی ہوائیں موسم کو بے حد حسین کر دیتی ہیں۔ ایبٹ آباد سے ایک سیدھی سڑک مانسہرہ جاتی ہے جہاں سے صرف ایک گھنٹے کی مسافت پر بالاکوٹ کے تاریخی قصبے میں پہنچا جاسکتا ہے۔ اس راستے میں بٹ راسی کے حسین جنگلات اور دریائے کنہار ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ چاہیں تو ایک رات بالاکوٹ میں گزار دیں۔ بالاکوٹ سے جیپ کے ذریعے بارہ ہزار فٹ بلند شوگران کے دلکش مقام تک پہنچا جاسکتا ہے۔ یہاں رہائش کے لئے ایک بہت بڑا ہوٹل ہے، شوگران کا جادوئی منظر مبہوت کر دیتا ہے۔ نیچے اترتی گھاٹیوں میں چیڑ اور دیودار کے درخت ہولے ہولے رقص کرتے نظر آتے ہیں۔ کچی پگڈنڈیوں پر بھیڑوں کے ریوڑ پھیلتے چلے جاتے ہیں اور دور افق پر برف پوش چوٹیاں گہری سہیلیوں کی طرح راز و نیاز میں مصروف نظر آتی ہیں۔ شوگران سے جیپ کے ذریعے سری اور پائے کی وادیوں تک پہنچا جاسکتا ہے۔

کاغان اور ناران

یہاں سے نیچے اتر کر کاغان روڈ بل کھانے لگتا ہے۔ ذرا ہی دیر بعد کاغان نامی قصبہ آجاتا ہے جہاں کچھ دیر ستایا جاسکتا ہے۔ آگے کی سمت سفید براق گلیشیر راستہ روکنے لگتے ہیں۔ گاڑی جب ان میں سے گزرتی ہے تو ٹھنڈک کا احساس رگ و پے میں دوڑ جاتا ہے۔ بچوں کے ساتھ ساتھ بڑے بھی گاڑی روک کر اتر پڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو برف کے گولے بنا کر مارتے ہیں۔ جون جولائی میں اگر برف مل جائے تو اور کیا چاہئے۔ ایک اور گلیشیر عبور کرتے ہی ناران کا معروف مقام سامنے آجاتا ہے۔ یہ ایک کشادہ وادی ہے، جہاں بے شمار ہوٹلز کھل جانے کے باعث ہر سال رش بڑھتا ہی جارہا ہے۔ یہاں معمولی کمروں کے کرائے بھی ایک ہزار سے کم نہیں ملتے مگر ڈھونڈنے والے سستی رہائش ڈھونڈ نکال لیتے ہیں۔ ناران میں چھوٹا سا بازار بھی ہے جہاں ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے۔ بلندی کے باعث یہاں سرشام گرم کپڑے پہننے پڑتے ہیں۔ رات کی خاموشی میں گلیشیر کے سرکنے کے دھماکے سنائی دیتے ہیں۔ کبھی کبھی بادلوں کی کڑک پورے ماحول کو خوف کی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

جھیل سیف الملوک

یہاں سے مشہور زمانہ جھیل سیف الملوک جانے کے لئے جیپ کی بکنگ کرائی جاسکتی ہے۔ جیپ والے عموماً آنے جانے کے لئے 800 روپے کرایہ طے کرتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ دو گھنٹے گھوم پھر کر واپسی ہوگی۔ جھیل تک کا یہ سفر انتہائی حسین ہے۔ مخصوص پہاڑی خوشبو میں بسا یہ راستہ سانپ کی طرح بل کھاتا بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ درختوں کی چھاؤں میں دوڑتی جیپ گلیشیر آتے ہی اڑیل گھوڑے کی طرح ہنہنا کر رک جاتی ہے۔ سیاحوں کے بے پناہ رش کے باعث جیپوں کی ایک طویل قطار بن جاتی ہے۔ یہاں ذرا سا فاصلہ پیدل طے کرنا پڑتا ہے بالآخر ایک موڑ مڑتے ہی جھیل سیف الملوک اپنی بھیگی ہوئی مخمور آنکھ کھولے سیاحوں کی منتظر رہتی ہے۔ چاروں طرف برف پوش پہاڑوں سے گھری یہ دلکش پیالہ نما جھیل ایک دل کش نظارہ ہے جسے دیکھ کر خدا کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے جس نے یہ پاکستان کے مقدر میں لکھ رکھی تھی۔

وادی سوات

سوات کا جادو پاکستان کے ہر کونے میں پھیلا ہوا ہے۔ چھٹیاں گزارنے والے بیشتر لوگ سوات کو ترجیح دیتے ہیں۔ آسان راستوں کے باعث یہاں پہنچنا بے انتہا آسان ہے۔ ہم اپنے سفر کا آغاز پشاور سے کرتے ہیں۔ جہاں قلعہ منوانی کی قدیم گلیوں میں دنبے کے گوشت سے مہکی دکانوں میں کھانا کھا کر بھرپور لطف اٹھایا جاسکتا ہے۔ جون جولائی میں یہاں سخت گرمی ہوتی ہے۔ لہٰذا ویگن کے ذریعے براستہ نوشہرہ، مردان اور مالاکنڈ کی اونچی چڑھائیوں سے گزرتے مینگورہ کے پھیلتے ہوئے شہر میں رات گزاری جاسکتی ہے۔ یہاں کے بازار سستے کپڑے کے باعث ملک بھر میں مشہور ہیں۔

مینگورہ سے صبح سویرے مختلف گاڑیاں مدین اور بحرین کے دلکش مقام سے گزرتی کالام پہنچا دیتی ہیں۔ بحرین میں رک کر دو دریاؤں کے سنگم پر ٹھہرا جاسکتا ہے۔ بحرین میں دلکش مقام کی بھرمار ہے یہ ایک تنگ وادی ہے جہاں دریا کا شور مچا رہتا ہے۔ آگے راستہ خطرناک ہوجاتا ہے مگر اردگرد پھیلے نظارے مبہوت کر دیتے ہیں۔ فلک سیر کی برف پوش چوٹی تلے کالام کا خوبصورت قصبہ دل موہ لیتا ہے۔ یہاں چند لمحے گزارنے والا عمر بھر نہیں بھول پاتا، بازار میں ٹھنڈی ہوائیں اڑتی پھرتی ہیں۔ دریا کا پاٹ یہاں کافی چوڑا ہے جہاں مختلف ریستوران بنے ہوئے ہیں۔ یہاں آنے والوں کی تفریح کے لئے یخ پانی میں چارپائیاں بچھا دی گئی ہیں جن پر بیٹھ کر گرم چائے اور پکوڑوں سے دل بہلایا جاسکتا ہے۔ بعض مقامات پر دریا کی روانی انتہائی سرکش ہوجاتی ہے جسے دیکھ کر ڈر لگنے لگتا ہے۔ کالام میں سردی کی شدت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ خصوصاً رات کے وقت ہوٹل والوں کے پاس کمبل کی قلت ہوجاتی ہے۔ ان مہینوں میں یہاں کرائے کے بستر والے خوب کماتے ہیں۔ کالام سے جیپ کے ذریعے جھیل مہوڈنڈ پہنچا جاسکتا ہے۔ ان دشوار گزار راستوں پر جیپ چلانا انتہائی مشکل ہے، وہ اس کے عوض پندرہ سو روپے طلب کرتے ہیں اور اشو اور مٹلتان جیسے سحر انگیز علاقوں کی سیر کراتے جھیل تک پہنچ جاتے ہیں۔ بے پناہ حسن میں لپٹی جھیل مہوڈنڈ ہمہ وقت بارش کی زد میں رہتی ہے۔ یہاں ٹھہرنے کے لئے کرائے کے ٹینٹ مل جاتے ہیں۔ ٹھنڈی چراگاہوں میں چھوٹے چھوٹے قد کے گھوڑے بھی سواری کے لئے مل جاتے ہیں۔ بعض ایڈونچر پسند لوگ یہاں رات گزارنا پسند کرتے ہیں۔

چترال

سوات سے واپسی میں ایک راستہ دیر کی سمت نکلتا ہے۔ یہاں لواری ٹاپ کے موڑ در موڑ راستے اوپر اٹھتے چلے جاتے ہیں جنہیں پار کرتے ہی چترال کا علاقہ شروع ہوجاتا ہے۔ چترال کے شاہی بازار میں اونی پٹی، زیورات اور رنگین شالیں پھڑ پھڑاتی نظر آتی ہیں۔ مہتر چترال کے قلعے سے ترچ میر کی پچیس ہزار فٹ بلند چوٹی کا نظارہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہاں سے تنگ گھاٹیوں کے راستے کیلاش کی رنگین ثقافت میں رچی وادیوں میں پہنچا جاسکتا ہے۔ یہاں کے قدیم باشندوں کے تہوار دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ اس دور میں یہ سب کچھ ممکن ہے۔ ان کی خواتین ہمیشہ سیاہ لباس میں ملبوس رہتی ہیں۔ ان کے سر پر پیسوں سے مزین ٹوپیاں انتہائی جاذب نظر ہوتی ہیں۔ یہاں بھی رہائش کے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔

گلگت

شمالی علاقہ جات کے لئے شاہراہ قراقرم کا طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ راولپنڈی کے پیر ودھائی اڈے پر ساڑھے چھ سو روپے ٹکٹ کے عوض گلگت پہنچا جاسکتا ہے۔ ان مہینوں میں گلگت بھی قدرے گرم ہوتا ہے۔ بلند و بالا سیاہ پہاڑ اس کے گرد پہرا دیتے نظر آتے ہیں۔ چینی ہل کے پاس بے شمار دکانیں کھلی ہوتی ہیں جہاں ملکی وغیر ملکی سیاح گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان علاقوں میں سیر وتفریح کے لئے کافی دن چاہئیں۔ یہاں ان گنت ایسی وادیاں ہیں جہاں ساری عمر بھی گزاری جائے تو ایک پل لگتی ہے۔ یہاں سے آٹھ گھنٹہ کا فاصلہ طے کر کے بلتستان کے صدر مقام سکردو بھی پہنچا جاسکتا ہے جہاں صد پارہ اور کچورا جھیل کے کنارے بنی خوبصورت رہائش گاہوں میں بہترین لمحات بتائے جاسکتے ہیں۔ ان ہی راستوں میں شکر اور چلو کی حسین وادی ملتی ہیں اور کے۔ ٹو کی طرف جاتے راستے بھی مگر بہتر ہے کہ گلگت سے صرف ڈھائی گھنٹے کے فاصلے پر ہنزہ پہنچا جائے۔ ہنزہ پہنچ کر لگتا ہے سب کچھ پالیا ہو۔ راکاپوشی کے سائے تلے اس حسین وادی میں لچکتے درخت، مخملی کھیتوں کے سلسلے، شور مچاتے آبشار اور یخ بستہ فضا میں انسان سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ ہنزہ سے آگے کی سمت شاہراہ قراقرم پر خنجراب کے سولہ ہزار فٹ بلند درے پر ہمارا سفر اختتام کو پہنچتا ہے۔ اس سے آگے چین ہے۔ چھٹیاں گزارنے کے لئے یہ چند معروف مقامات تھے ورنہ تو پاکستان میں ہزاروں ایسی جگہیں ہیں جہاں جتنے دن گزارے جائیں کم ہیں۔ اسی طرح کشمیر کی طرف مظفر آباد کے راستے پیر چناسی کا ہوشربا علاقہ سیاحوں کو دنگ کر دیتا ہے۔ تھر اور چولستان کے سنہری ریگستان دل تھام لیتے ہیں۔ پارا چنار اور دیگر قبائلی علاقے بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ جنہیں دیکھنے کے لئے یہ دو مہینے تو کیا دو سال بھی کم ہیں۔

آپ کی دعاؤں کے محتاج بشارت احمد خان ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 211274-213123

خوشخبری اب کراچی میں ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
کی مفید مجرب ادویات آپ کو مل سکتی ہیں
ایڈریس: 64/1 F
فون
021-4122323

الحمد پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
0320-4893942
دوکان 04524-214681
رہائش 04524-714226-213051

لیڈیز اور جینٹس ورائٹی کا مرکز
خالد کلاتھ ہاؤس
ریڈی میڈ اور ان سلے برقعوں کا مرکز
کاشف برقعہ ہاؤس
اقصیٰ روڈ نزد ریلوے پھاٹک ربوہ موبائل: 0301-7961526-0304-3024533

فرحت علی جیولرز
اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 04524-213158

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ملک ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:211550 Fax 04524-212980
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

رحمان جنرل سٹور
بابر مارکیٹ، مین بازار، سیالکوٹ فون: 597058

ورائٹی و اعتماد کا نام
سیر ملہ جیولرز
0300-9483065 موبائل: 7682408 رہائش: 7587962

3-D HOLOGRAM STICKERS & SEALS
Providing Quality Printing Services Since 1990
MULTICOLOUR INTERNATIONAL

پراپرٹی ہوم اینڈ پراپرٹی سنٹر
214050
211936

AL-FAZAL
JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH PH:04524-213649

ADVERTISE
FOR ALL TYPES
OF DIGITAL FLEX
SIGNS & BOARDS.
CONTACT
N.H.A
REGISTERED
OUTDOOR
ADVERTISER
AHMED
Packages
RABWAH-FAISALABAD
SRGD - 0476-211021
LAHORE: 0300-4598780
H.O. RAWALPINDI CANTT.
051-5464412-5478737

نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دوکان 212837 رہائش: 214321

ربوہ میں ایک منفرد اور اعلیٰ ذائقے کا مرکز
علی تکہ شاپ
تکے و شامی کباب، چکن تکہ کے ساتھ اب
نئی پیشکش معیاری چکن اور بیف برگر
پروپرائٹر: محمد اکبر
اقصیٰ روڈ ربوہ فون 212041

الیس اللہ اور موتی بس کی انگوٹھیاں تیار مل سکتی ہیں
دوکان
04524-212040
04524-211433
0320-4894100
احمد جیولرز اینڈ

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
قائم شدہ 1958ء
فون: 211538
تریاق الٹھرا امراض الٹھرا کی کامیاب ترین دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

20 kg.
NOW IN 1 KG. HOUSE HOLD PLASTIC JAR AND 1 KG. ECONOMY SACHET PACK
Also Available in:
Commercial Pack,
Economy Pack,
Family Pack, &
Table Pack
Healthy & Happier Life

Largest Processors of Fruit Products in Pakistan.
Shezan International Limited Lahore - Karachi - Hattar

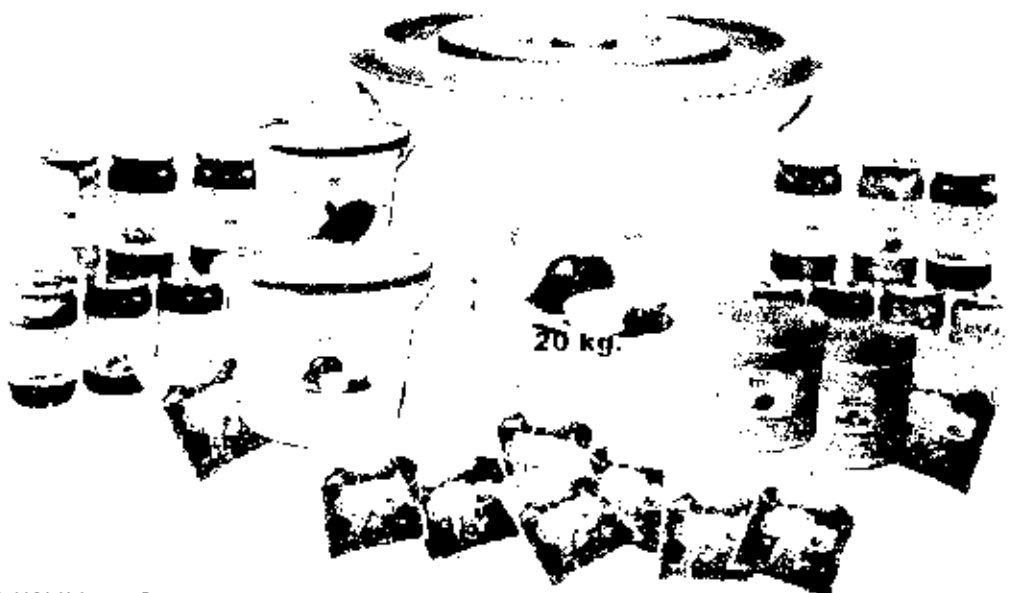

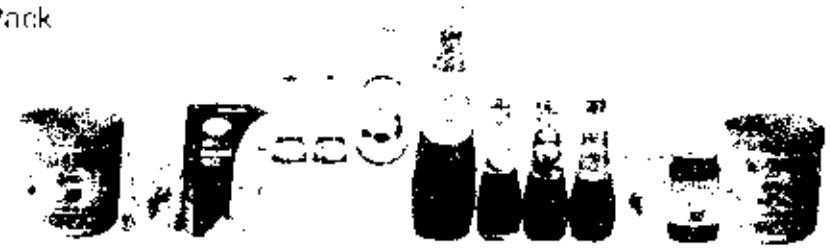

اکسیر بلڈ پریشر
ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے
چھوٹی ڈبی 30 روپے بڑی ڈبی 90 روپے

NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 6211434, 6212434

نعمانی سیرپ
چھوٹی شیشی -/25 روپے
بڑی بوتل -/80 روپے
تیز ابیت، تبخیر، بدہضمی
معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے

رنگین فلموں کی ڈویلپنگ پرنٹنگ پر ایک عدد بڑا فوٹو فری
ارجنٹ پاسپورٹ سائز تصاویر چند منٹوں میں
50 روپے میں 12 عدد پاسپورٹ
بمعہ نیگیٹو حاصل کریں
عامر کلر لیب اینڈ فوٹو سٹوڈیو
عمر مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ فون دکان: 215209
گھر: 212988 (نزد روڈ تک ڈپو)

صحت ایک نعمت ہے سائیکل چلایئے اور صحت مند رہیے
اشفاق سائیکل سٹور ربوہ
اور اب بے بی سائیکل کی مکمل ورائٹی کے ساتھ
ہمارے ہاں انٹرنیشنل معیار کے مطابق ہر قسم کی سائیکل کی ورائٹی موجود ہے۔
اب چائنہ کے اصلی سائیکل پیٹی بند بھی دستیاب ہیں
25 سال سے احباب جماعت کی خدمت میں پیش پیش
پروپرائیٹر: شیخ اشفاق احمد شیخ نوید احمد
فون دکان: 213652 فون گھر: 211815

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
زاہد جیولرز
مہران مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: حاجی زاہد مقصود 04524-215231

ربوہ و گرد و نواح میں مکانات، پلاٹس، زرعی اراضی کی خرید و فروخت کا مرکز
میاں اسٹیٹ ایجنسی
مالکان: میاں محمد کلیم ظفر
محلہ نمبر 1 نزد واجنسی صوفی تھی ریلوے روڈ ربوہ
فون آفس: 214220 فون رہائش: 213213

ھوالشافی
ھوالناصر
مقبول ہومیو پیتھک فری ڈسپنسری
زیر سرپرستی مقبول احمد خان
زیر نگرانی ڈاکٹر محمد الیاس شورکوٹی
بس سٹاپ بستان افغاناں تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال
احمد ٹاؤن دارو غہ والا جی ٹی روڈ لاہور

جانور آپ کی دولت ہیں اسے ضائع نہ ہونے دیں
جانوروں کی موسمی و وبائی امراض: مثلاً منہ کھر، گل گھوٹو، برکن، رسولی، نمونیا، تھنک ٹک، گرمی وغیرہ
ہاضمہ کی خرابیاں: مثلاً اپھارہ، بدہضمی، بھوک کی کمی، پیٹ کے کیڑے، مٹی کھانا، گوبر گندی کھانا، قبض، ہوا، خوراک کا صحیح ہضم نہ ہونا وغیرہ
افزائش نسل کی بیماریاں: مثلاً رحم (وانس) نکلنا، حاملہ نہ ہونا، وضع حمل میں دقت، جیر کی رکاوٹ، میلاپ کرانا وغیرہ
تھنوں اور حیوانہ کی امراض: تھنوں اور حیوانہ کی سوزش، تھنوں کا پھٹنا، زہر باد، ناڑ گلنی، دودھ کی (ساڑ) دودھ میں پھٹکیاں، خون آنا وغیرہ
کیلئے شفا بخش اور سستا علاج، وبائی امراض کیلئے بطور حفظ ماتقدم بچاؤ کی فوری اثر ادویات دستیاب ہیں۔ لٹریچر مفت
بذریعہ ڈاک ماہرانہ مشورہ اور ادویات بھجوانے کی سہولت موجود ہے
کیور یٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
فون آفس: 047-6213156 گھر: 047-6214576 فیکس: 047-6212299

Woodsy.. Chiniot
Furniture®
فرنیچر جو آپ کے مکان کو گھر بنا دے
Malik Center Faisal Abad Road, Tehseel Chowk Chiniot.
Mobile:0320 4892536
URL:www.woodsy.biz
E_mail:salam@woodsy.biz

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری سیاحتی بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
بخارا، اصفہان، ٹھیکار، چوبی، نیپال، ڈائز، کشمیر، افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان
آف شکرگڑھ
12۔ نیگور پارک نکلسن روڈ لاہور عقب شوبرا ہوٹل
042-6306163-6368130 Fax:042-6368134
E-mail:amcpk@brain.net.pk
CELL#0300-4505055

تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات
انٹرنیشنل موٹرز
86-59 سپر آٹو مارکیٹ چوک چوبرجی لاہور
فون: 042-7354398

BABY HOUSE
BMX-MTB ملکی اور غیر ملکی سائیکلوں کا گھر
بیٹری سے چلنے والی کاریں اور سکوٹر، ایکسرسائز مشینیں دستیاب ہیں
Y.M.C.A بلڈنگ دکان نمبر 1 بالمقابل سیکنڈ ہینڈ
نیلا گنبد لاہور۔ فون: 7324002

بلال ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار:
موسم گرما: صبح 9 بجے تا 5 بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار

1970ء سے خالص سونے کے زیورات بنانے والے
البشیر جیولرز
گولڈن سٹریٹ ریل بازار چنیوٹ
فون رہائش: 04942-423359
فون شوروم: 04942-423173
موبائل: 0300-4146148
اعلیٰ زیورات و ملبوسات نفاست اور جدت کے ساتھ
البشیرز پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
فون شوروم: 04524-214510
Mobile- 0333-6553984
RES- 04524-214757
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز

مبارک سائیکل مارٹ
ماؤنٹین بائیکل پاکستانی وامپورٹڈ
نئی سائیکل و سپیئر پارٹس
نیلا گنبد لاہور
Res. ... Ph: 042-7239178

پریمیئر ایکسچینج کمپنی، بی، پرائیویٹ لمیٹڈ
ڈالر، سٹرلنگ پاؤنڈ، یورو، کینیڈین ڈالر و دیگر فارن کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
04524-212974-215068

الاحمد الیکٹرک سٹور
ہر قسم کا اعلیٰ معیار کا سامان بجلی دستیاب ہے
042-6...-1182
0333-4277382
0333-4398382

نئی پرانی گاڑیوں کا مرکز
محمود موٹرز

C.P.L 29-FD

تمام گاڑیوں، ٹریکٹروں، جنریٹروں کے ہوز پائپ آئل سیلز کی تمام آئٹم آرڈر پر تیار
SRP
سیٹھی ربڑ پارٹس
042-7924522-7924511
7832395

احمدی بھائیوں کیلئے خصوصی رعایت
پاکستان الیکٹرونکس
آپ کا اعتماد ہماری پہچان
ڈیلر Samsung, Sony, LG, PEL Dawlance, Mitsubishi, Orient, Waves, Super National, Super Asia, Success, kentex
سپلٹ ایئر کنڈیشنر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے
ایک بار ضرور تشریف لائیں
C1/26/2 نزد خورشید چوک کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور
فون: 5124127-5118557-0300-4256291